ماہنامہ

الشریعۃ

گوجرانوالہ پاکستان

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

زیر ادارت: ابوعمار زاہد الراشدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ

رواہ احمد والبزار ورجالہ رجال الصحیح
(مجمع الزوائد للہیثمی ص ۷۳ جلد ۸)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی دوسرے شخص پر فسق یا کفر کا الزام لگاتا ہے اگر وہ شخص ایسا نہ ہو تو الزام کرنے والے پر ہی واپس پلٹ جاتا ہے

از: امام ولی اللہ دہلویؒ

عیاشانہ زندگی کے خطرناک نتائج

بادشاہوں اور امیروں کی اس طرح عیاشانہ زندگی بسر کرنے سے بہت سے خطرناک امراض پیدا ہو گئے جو حیاتِ معاشری کے ہر شعبے میں داخل ہو گئے اور یہ حالت ایسی ہمہ گیر ہو گئی کہ وبا کی طرح ساری مملکت میں سرایت کر گئی اور اس سے نہ بازاری بچا اور نہ دیہاتی، نہ امیر محفوظ رہا نہ غریب یہاں تک کہ ہر شخص اس کی خرابیاں دیکھ کر مگر علاج نہ پا کر عاجز آ گیا اور بے حد و نہایت مالی مصائب میں مبتلا ہو گیا۔

اس ہمہ گیر مالی مصیبت کا سبب یہ تھا کہ سامانِ عیش کثیر دولت صرف کیے بغیر حاصل نہ ہو سکتا تھا اور مالِ خطیر اور تاجروں وغیرہ پر نئے ٹیکس لگانے اور پہلے کے لگے ہوئے ٹیکس بڑھانے کے سوا حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ پھر ان لوگوں کو طرح طرح سے تنگ کر کے ٹیکس وصول کیے جاتے تھے اور اگر ٹیکس دینے سے انکار کرتے تو انکے خلاف فوجی کارروائی کی جاتی، اور انھیں گرفتار کر کے طرح طرح سے عذاب دیا جاتا تھا اور اگر وہ اطاعت شعاری کے ساتھ ٹیکس ادا کرتے رہتے تو ان سے ٹیکس وصول کرتے کرتے ان کو گدھوں اور بیلوں کے درجے پر پہنچا دیا جاتا جن سے آب پاشی فصل کاٹنے اور گاہنے کا کام لیا جاتا ہے اور جن کو صرف اس لیے زندہ رکھا جاتا ہے کہ ان سے حاجت براری کی جاتی ہے اس تنگ حالی اور بے سر و سامانی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ عوام ٹیکس ادا کرنے اور اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے کمانے کے سوا اور کوئی کام کر ہی نہیں سکتے چہ جائیکہ سعادتِ اُخروی کے متعلق کچھ سوچ سکیں اور رفتہ رفتہ ان میں اس طرح فکر کرنے اور سوچنے کا مادہ ہی فنا ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ملک میں ایک شخص بھی ایسا نہیں رہتا کہ وہ مادی اسباب کے حصول سے اوپر نظر اٹھا کر غیر مادی کائنات کے اصول حیات کے مطابق بھی کوئی حرکت کر سکے۔

(حجۃ اللہ البالغۃ)

از: امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ

سوسائٹی کی تشکیل نو کی ضرورت

شاہ ولی اللہؒ ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئے جو گو خود بڑا صاحب مال و جائیداد نہ تھا لیکن شاہی اور جاگیردارانہ نظام کے بچے کھچے حصے کا وارث وہ ضرور تھا اس لیے قدرتاً شاہ صاحب کے ہاں میانہ روی اور اعتدال ہے۔

آج میں اپنے نوجوانوں کو انقلاب کے اس درجے پر لانا چاہتا ہوں۔ موجودہ حالات میں جن سے آج ہم دوچار ہیں انتہا پسندی بڑی خطرناک ہے اور پھر یہ مصلحت زمانہ کے بھی خلاف ہے ہاں اگر کوئی اس سے آگے جانا چاہتا ہے تو میرا یقین ہے، کہ قرآن اس کو اس منزل تک بھی لے جا سکتا ہے میرے نزدیک آج اشتراکیت کو جو اعلیٰ فکر دینے کا دعویٰ کرتی ہے قرآن کا فکر اس سے بھی بلند ہے اس لیے قرآن آج بھی ترقی پسند انسانیت کے لیے مشعل راہ ہو سکتا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ سلطنت کے امراء و اکابر کے ذریعہ انقلاب لانا چاہتے تھے اس میں وہ ناکام رہے لیکن ان کا انقلابی فکر ایک جماعت میں راسخ ہو گیا ان کے بعد ان کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیزؒ نے قوم کے متوسط طبقے کو اپنا مخاطب بنایا اور انکی تربیت کر کے مسلمانوں کی سلطنت کی گرتی ہوئی عمارت کو تھامنے کی کوشش کی۔ بالاکوٹ میں انکی کوششوں کا جو انجام ہوا وہ سامنے ہے اس کے بعد دہلی اور صادق پور (پٹنہ) سے دو تحریکیں شروع ہوئیں اور دونوں ناکام ہوئیں۔ اب وہ سوسائٹی جسے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے سلسلے کے بزرگ اصلاحی تدبیروں سے بچانا چاہتے تھے بالکل ٹوٹ چکی ہے۔ اب ضرورت ہے بالکل نئی سوسائٹی کی اور اس کی تشکیل میں میرے نزدیک ہمیں شاہ صاحب کے پیش کردہ عمومی اصولوں سے مدد مل سکتی ہے ہمارے مخاطب اب عوام اور نچلے متوسط طبقے ہونے چاہئیں۔

(ملفوظات و طیبات مولانا سندھیؒ ص ۲۳۶)

نفاذ اسلام کی جدوجہد کا
علمی وفکری ترجمان

ماہنامہ
الشریعہ
گوجرانوالہ

جلد ۱ | ستمبر ۱۹۹۰ء | شمارہ ۱۲

سرپرست
شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

مدیر
ابو عمار زاہد الراشدی

معاونین
ڈاکٹر نور محمد غفاری
پروفیسر غلام رسول عدیم
حافظ مقصود احمد ایم اے
حافظ عبید اللہ عابد
حافظ محمد عمار خان ناصر

بدل اشتراک
اندرون ملک سالانہ /۱۰۰ روپے فی پرچہ /۱۰ روپے

امریکی ممالک	سالانہ پندرہ ڈالر
یورپی ممالک	سالانہ دس پونڈ
سعودی عرب	سالانہ پچاس ریال
عرب امارات	سالانہ پچاس درہم

خط و کتابت کا پتہ
مدیر ماہنامہ الشریعہ مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ
معرفت پوسٹ بکس ۳۳۱ گوجرانوالہ

رقوم کی ترسیل کے لیے
(مولانا زاہد الراشدی)
اکاؤنٹ نمبر ۱۵۹۹ حبیب بینک
بازار تھانے والا گوجرانوالہ

مسعود اختر نے مسعود پرنٹرز
ہیلے روڈ لاہور سے چھپوا کر
ناشر نے مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ سے
شائع کیا۔

خلیج کا آتش فشاں

کویت پر عراق کے جارحانہ قبضہ اور سعودی عرب و متحدہ عرب امارات میں امریکی افواج کی آمد سے یہ خطہ ایک ایسے آتش فشاں کا روپ اختیار کر چکا ہے جو کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے اور خلیج میں پیدا ہو جانے والی خوفناک کشیدگی کے حوالے سے دنیا پر تیسری عالمگیر جنگ کے خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں۔

کویت دنیا کے امیر ترین ممالک میں شمار ہوتا ہے اور اس کی کرنسی عراق کے قبضہ سے پہلے تک دنیا کی سب سے زیادہ قیمتی کرنسی رہی ہے لیکن صرف دو گھنٹے کے عرصے میں اس کے عراق کے قبضے میں آ جانے سے یہ بات ایک بار پھر واضح ہو گئی ہے کہ مسلم ممالک جب تک اپنے وسائل کو دفاع و حرب کے لیے وقف نہیں کریں گے ان کی دولت ان کے کسی کام کی نہیں ہے۔ اے کاش کہ یہ نکتہ اب بھی عرب حکمرانوں کے ذہن میں آ جائے!

کویت پر عراق کا یہ جارحانہ حملہ بلاشبہ ایک آزاد اور خود مختار ملک کی آزادی کو سلب کرنے کا عمل ہے جو اقوام عالم کے مسلمہ اصولوں کے منافی ہے اور اس کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے لیکن عجلت اور گھبراہٹ میں امریکی فوجوں کو سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات میں براجمان ہو جانے کا موقع فراہم کرنا بھی سنگینی میں اس سے کم نہیں اور اس سلسلہ میں عالم اسلام میں پایا جانے والا اضطراب اور بے چینی بلاوجہ نہیں ہے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس موقع پر اسلامی سربراہ کانفرنس کا ہنگامی اجلاس طلب کر کے مشترکہ دباؤ کے ذریعہ عراق کو کویت سے اور امریکہ کو سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات سے فوجیں واپس بلانے پر مجبور کرنا انتہائی ضروری ہے۔ یہی ایک راستہ ہے جس کے ذریعے ہم خلیج کے آتش فشاں کو پھٹنے اور دنیا بھر میں تباہی پھیلانے سے روک سکتے ہیں۔

تعارف حدیث

بشیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

علوم حدیث کی تدوین

علماء امت کا عظیم کارنامہ

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور پیارے طریقوں کی حفاظت جس طرح اس امت مرحومہ نے کی ہے دنیا کی کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح جھوٹی اور غلط بات آپ کی طرف منسوب کرنے کی سختی سے تردید فرمائی ہے وہ اہل اسلام کے ہاں اظہر من الشمس ہے اور حدیث من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار متواتر احادیث میں درجہ اول پر ہے۔

آپ کے الفاظ کی نگرانی مہمات شریعت اور اساسی و بنیادی امور کے متعلق تو الگ رہی حتیٰ کہ الفاظ کی بھی نگرانی ہوتی تھی چنانچہ اس صحیح حدیث سے ہی بہت کچھ اخذ ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت براءؓ بن عازبؓ کو سونے کے وقت کی دعا بتلائی جس میں یہ الفاظ بھی تھے ونبیک الذی ارسلت (یعنی میں تیرے نبی پر بھی ایمان لایا جس کو تو نے بھیجا ہے) حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ دعائیہ کلمات آپ کو سنائے تاکہ ان میں غلطی نہ رہ جائے مگر میں نے یہ الفاظ پڑھ دیئے۔ وبرسولک الذی ارسلت تو آپ نے ارشاد فرمایا لا ونبیک الذی ارسلت (بخاری ج ۱ ص ۳۸ و ج ۲ ص ۹۳۴) یعنی وہی الفاظ پڑھو جو تمہیں بتلائے گئے ہیں۔ غور فرمائیں کہ جب دعا میں آپ نے الفاظ کی پابندی کا یہ سبق دیا ہے تو احکام دین اور بنیادی امور کے بارے الفاظ کی پابندی کا خیال کیسے نظر انداز کیا جا سکتا تھا؟

حضرت محدثین کرامؒ اور فقہائے عظام نے حدیث کی سند اور متن کی حفاظت کے لیے تقریباً پینسٹھ ۶۵ علوم ایجاد کیے ہیں جن کی روشنی میں احادیث کی صحت و سقم اور معانی کی درستی اور نادرستی سے بخوبی آگاہی ہو سکتی ہے۔ ہم طلبۂ علم کی معلومات کی خاطر اصول حدیث کی چند کتابوں کا تذکرہ کرتے ہیں جس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس امت مرحومہ نے کس محنت شاقہ سے اپنے محبوب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیاری باتوں کی حفاظت کی ہے۔

سب سے پہلے فن اصطلاح حدیث میں قاضی ابو محمد حسنؒ بن عبدالرحمٰن بن خلاد الرامہرمزی (المتوفی ۳۶۰ھ) نے کتاب لکھی ہے جس کا نام المحدث الفاصل بین الراوی والواعی ہے۔ اس کے بعد متعدد علماء ملت نے نظم و نثر میں اس فن پر طبع آزمائی فرمائی اور عمدہ و نفیس کتابیں لکھ کر عالم اسباب میں امت پر احسان کیا اور امت کو فائدہ پہنچانے میں ایک دوسرے پر سابقت کی ہے بعض مشہور کتابوں کے نام مع سنین وفات مصنفین درج ذیل ہیں۔ اکثر کتب اصول حدیث اور شروح حدیث میں ان میں سے بعض مصنفین یا ان کی کتابوں کے نام آتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر کتاب کا نام ہوتا ہے تو مصنف کا نام ساتھ نہیں ہوتا اور اگر مصنف کا نام ہوتا ہے تو کتاب کا نام نہیں ہوتا اور اگر دونوں کا نام ہو تو سن وفات کا ذکر ساتھ نہیں ہوتا اور طلبۂ علم کی تشنگی دور نہیں ہوتی۔ اس لیے بتوفیق اللہ تعالیٰ و تائیدہ ہم نے حتی الوسع ان سب باتوں کو ملحوظ رکھا ہے لیکن سنین وفات کی ترتیب ایک خاص مجبوری کی وجہ سے نظر انداز کر دی گئی ہے لیکن اس میں بھی اہل علم کے لیے انشاء اللہ العزیز خاص فائدہ ہوگا۔

نام کتاب	نام مصنف	تاریخ وفات
معرفت علوم الحدیث	امام ابو عبداللہ محمدؒ بن عبداللہ الحاکم	۴۰۵

نام کتاب	نام مصنف	تاریخ وفات
مدخل	امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم	۴۰۵
المستخرج علی علوم الحدیث	حافظ ابو نعیم احمدؒ بن عبداللہ الاصفہانیؒ	۴۳۰
الکفایۃ	حافظ ابو بکر احمدؒ بن علی الخطیب البغدادیؒ	۴۶۳
الجامع لآداب الشیخ والسامع	ایضاً	۴۶۳
مالا یسع المحدث جہلہ	ابو حفص عمرؒ بن عبد المجید قرشیؒ	۵۸۰
الخلاصہ فی معرفۃ الحدیث	ابو محمد حسینؒ بن عبداللہ الطیبیؒ	۷۴۳
مقدمہ فی علم الحدیث	ابو الخیر محمدؒ بن محمد الجزریؒ	۸۳۳
تذکرۃ العلماء فی اصول الحدیث	ایضاً	۸۳۳
تنقیح الانظار فی علوم الآثار	سید محمد ابراہیم المعروف بابن الوزیرؒ	۸۶۰
بلغۃ الحثیث فی علوم الحدیث	یوسفؒ بن الحسنؒ بن عبد الہادی الدمشقیؒ	۹۰۹
المختصر فی مصطلح اہل الاثر	عبداللہ الشنشوری الشافعی الفرضیؒ	۹۰۹
خلاصۃ الفکر فی شرح المختصر	ایضاً	۹۰۹
اشرافات الاصول فی احادیث الرسول	محمدؒ بن اسحاق القونویؒ	۶۷۲
المختصر الجامع لمعرفۃ علوم الحدیث	سید شریف علیؒ بن احمد الجرجانیؒ	۸۱۶
ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی	مولانا عبد الحی لکھنویؒ	۱۳۰۴
قصیدۃ الغرامیۃ	ابو العباس شہاب الدین احمد اللخمی الاشبیلیؒ	۶۹۹
شرح الغرامیۃ	ابو العباس احمد بن الحسین القسطنطینیؒ	۸۱۰

نام کتاب	نام مصنف	تاریخ وفات
شرح الغرامیۃ	محمد بن ابراہیم الخلیل التتائی المالکیؒ	۹۴۲
شرح الغرامیۃ	شمس الدین ابو الفضل محمدؒ بن محمدؒ الدلجی العثمانی الشافعیؒ	۹۴۷
شرح الغرامیۃ	یحییٰؒ بن عبد الرحمٰنؒ الاصفہانی الشہیر بالقرافی الشافعیؒ	۹۶۰
شرح الغرامیۃ	محمدؒ بن الامیر الکبیرؒ	۱۱۸۰
شرح الغرامیۃ	الحافظ القاسمؒ بن قطلوبغا الحنفیؒ	۸۷۸
حاشیہ نزہۃ النظر	ایضاً	۸۷۸
بیقونیۃ	عمرؒ بن محمدؒ بن فتوح البیقونی الدمشقی الشافعیؒ	۱۰۸۰
شرح البیقونیۃ	شیخ محمدؒ بن صعدان الشہیر بجاد المولیٰ الحاجری الشافعیؒ	۱۲۲۹
شرح البیقونیۃ	عطیۃ الاجہوری الشافعیؒ	۱۱۹۰
شرح البیقونیۃ	محمدؒ بن عبد الباقیؒ بن یوسف الزرقانیؒ	۱۱۲۲
العرجون فی شرح البیقون	نواب محمد صدیقؒ بن حسن خان القنوجیؒ	۱۳۰۷
البہجۃ الوضیۃ	علامہ الشیخ محمود نشابہؒ	۱۳۲۸
الاقتراح فی بیان الاصطلاح	تقی الدین ابو الفتحؒ محمدؒ بن علیؒ ابن دقیق العیدؒ	۷۰۶
الخلاصہ فی اصول الاثر	شرف الدین حسنؒ بن محمد الطیبیؒ	۸۱۶
التقاسیم والانواع	محمدؒ بن حبانؒ بن احمد البستیؒ	۳۵۴
الثواب فی الحدیث	عبداللہؒ بن محمدؒ بن جعفرؒ بن حیان الاصفہانیؒ	[illegible]

نام کتاب	نام مصنف	تاریخ وفات
الاعلام فی استیعاب الروایۃ عن ائمۃ الاعلام	علی رح بن ابراہیم الغرناطی رح	۵۷۷
الغنی فی علم الحدیث	عمر رح بن بدر بن سعید الموصلی الحنفی رح	۶۲۲
جامع الاصول فی الحدیث	محمد رح بن اسحٰق القونوی رح	۶۷۲
المغیث فی علم الحدیث	احمد رح بن محمد رح بن الصاحب	۷۸۸
المقنع فی علوم الحدیث	حافظ ابن الملقن رح	۸۰۴
المنظومۃ فی اصول الحدیث	احمد رح بن محمد الشمنی رح	۸۷۲
منیح الدر فی علم الاثر	محمد رح بن سلیمان الکافیجی رح	۹۷۸
الروض المکلل والورد المعلل	امام جلال الدین سیوطی رح	۹۱۱
تدریب الراوی	ایضاً	۹۱۱
قطر الدرر	ایضاً	۹۱۱
مقدمہ ابن الصلاح	تقی الدین ابو عمرو عثمان رح بن الصلاح رح	۶۳۹
مصباح الظلام	حسین رح بن علی الحسنی الحصکفی رح	۹۱۷
الدرر فی مصطلح اہل الاثر	یونس الاثری الرشیدی رح	۱۰۲۰
بغیۃ الطالبین بمعرفۃ اصطلاح المحدثین	عبد الرؤف رح بن تاج الدین المناوی رح	۱۰۳۱
الیواقیت والدرر شرح شرح نخبۃ الفکر	ایضاً	۱۰۳۱
التقیید والایضاح	زین الدین عبد الرحیم العراقی رح	۸۰۶
فتح المغیث	ایضاً	۸۰۶
الفیۃ نظم الدرر فی علم الاثر	ایضاً	۸۰۶
الافصاح بتکمیل النکت علی ابن الصلاح	حافظ ابو الفضل احمد رح بن علی رح بن حجر رح	۸۵۲
نخبۃ الفکر	حافظ ابو الفضل احمد رح بن علی رح بن حجر رح	۸۵۲

نام کتاب	نام مصنف	تاریخ وفات
نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر	حافظ ابو الفضل احمد رح بن علی رح بن حجر رح	۸۵۲
الباعث الحثیث	ابو الفداء عماد الدین اسمٰعیل رح بن کثیر رح	۷۷۴
المنہل الروی فی حدیث النبوی	بدر الدین رح بن جماعۃ الکنانی رح	۷۳۳
زوال الترح شرح المنظومۃ ابن فرح رح	ایضاً	۷۳۳
المنہج السوی فی شرح المنہل الروی	عز الدین الکنانی رح	۸۱۹
محاسن الاصطلاح فی تضمین نکت ابن الصلاح	سراج الدین ابو حفص عمر رح بن رسلان البلقینی رح	۸۰۵
تقریب الارشاد	محی الدین یحیٰ رح بن شرف النووی رح	۶۷۶
نکت علی ابن الصلاح	بدر الدین محمد بہادر الزرکشی رح	۷۹۴
نکت الوفیۃ شرح الالفیۃ	برہان الدین ابراہیم البقاعی رح	۸۵۵
شرح الالفیۃ	شیخ علی رح بن احمد بن مکرم الصعیدی رح	۱۱۸۹
فتح الباقی شرح الفیۃ العراقی	قاضی ابو یحیی زکریا رح بن محمد الانصاری المصری الشافعی رح	۹۲۸
قضاء الوطر من نزہۃ النظر	ابو الامداد ابراہیم اللقانی المالکی رح	۱۰۴۱
شرح نخبۃ الفکر	علامہ سری الدین رح بن الصائغ رح	۱۰۶۶
نظم النخبۃ	شہاب الدین احمد رح بن محمد الطوفی رح	۸۹۳
شرح نخبۃ الفکر	کمال الدین الاسکندری المالکی رح	۸۲۱
لقط الدرر	عبد اللہ رح بن حسین السمین العدوی رح (سن تالیف)	۱۳۰۹
شرح التقریب	برہان الدین القباقبی الحلبی المقدسی رح	۸۵۱

نام کتاب	نام مصنف	تاریخ وفات
مصطلحات اہل الاثر علی شرح نخبۃ الفکر	علیؒ بن السلطان الہروی القاری الحنفیؒ	۱۰۱۴
شرح شرح نخبۃ الفکر	کمال الدین محمدؒ بن محمدؒ ابن ابی الشریف المقدسیؒ	۹۰۵
بہجۃ النظر شرح شرح نخبۃ الفکر	ابوالحسن محمد صادقؒ بن عبدالہادی السندی الحنفیؒ	۱۱۳۸
العالی الرتبہ فی شرح نظم النخبۃ	ابوالعباس احمدؒ بن محمد الشمنی الحنفیؒ	۸۷۲
فتح المغیث فی شرح الفیۃ الحدیث	علامہ شمس الدین محمدؒ بن عبدالرحمٰن السخاویؒ	۹۰۲
سلک الدرر	محمد رضی الدین ابوالفضل الغزیؒ	۹۳۵
توضیح الافکار	محمدؒ بن اسمٰعیل الامیر الیمانیؒ	۸۴۰
عقد الدرر فی نظم نخبۃ الفکر	ابوعبداللہ فتحؒ بن شیخ الاسلام ابی محمد عبدالقادر القاضیؒ	۱۱۱۶
حاشیہ شرح الفیۃ	برہان الدین عمرؒ بن ابراہیم البقاعیؒ	۸۸۵
کتاب التذکرہ	سراج الدین عمرؒ بن الملقنؒ	۸۹۴
شرح شرح الفیۃ الحدیث	زین الدین عبدالرحمٰنؒ بن ابی بکر العینیؒ	۸۹۳
شرح شرح الفیۃ الحدیث	ابراہیمؒ بن محمد الحلبیؒ	۹۵۵
شرح شرح الفیۃ الحدیث	ابوالفداء اسمٰعیلؒ بن جماعۃؒ	۸۶۱
کوثر النبی	عبدالعزیز فرہارویؒ صاحب النبراس	۱۲۳۹
قواعد التحدیث	جمال الدین القاسمیؒ	۱۳۳۲
توجیہ النظر الی اصول الاثر	العلامہ طاہرؒ بن احمد الجزائریؒ (سن تالیف)	۱۳۲۸

ان کے علاوہ محمدؒ بن النغلوطیؒ (المتوفی ۷۰۲ھ) اور علامہ ابن الجزریؒ المتوفی ۸۳۳ھ وغیرہ بے شمار حضرات نے اصول حدیث کے سلسلہ میں مختصر اور مطول کتابیں تصنیف کی ہیں جن کا احصار وشمار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البرؒ المتوفی ۴۶۳ھ شروط الائمۃ الخمسۃ للحازمیؒ المتوفی ۵۸۴ھ مقدمۂ فتح الباری لحافظ ابن حجرؒ مقدمۂ عمدۃ القاری للعلامہ بدر الدین محمود بن احمد العینی الحنفیؒ المتوفی ۸۵۵ھ مقدمۂ شرح مسلم للنوویؒ مقدمۂ نصب الرایۃ للعلامۃ الزاہد الکوثری الحنفیؒ المتوفی ۱۳۷۲ھ مقدمۂ فتح الملہم مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (المتوفی ۱۳۶۹ھ مقدمۂ تحفۃ الاحوذی مولانا مبارک پوریؒ المتوفی ۱۳۵۳ھ مقدمۂ اعلاء السنن مولانا ظفر احمد عثمانیؒ المتوفی ۱۳۹۴ھ مقدمہ معارف السنن مولانا بنوریؒ المتوفی ۱۳۹۷ھ مقدمۂ فی بیان بعض مصطلحات علم الحدیث للشیخ عبد الحق محدث دہلویؒ المتوفی ۱۰۵۲ھ الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ للنواب صدیق حسن خانؒ عجالۂ نافعہ وبستان المحدثین لشاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ المتوفی ۱۲۳۹ھ مقدمہ حاشیہ بخاری مولانا احمد علی سہارنپوریؒ المتوفی ۱۲۹۷ھ مقدمۂ بذل المجہود مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ المتوفی ۱۳۴۶ھ مقدمہ لامع الدراری مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ المتوفی ۱۳۳۴ھ مقدمۂ امانی الاحبار مولانا محمد یوسف صاحبؒ المتوفی ۱۳۸۴ھ مقدمۂ ترجمان السنۃ مولانا محمد بدر عالم مدنیؒ المتوفی ۱۳۸۵ھ مقدمہ انوار الباری شرح البخاری مولانا سید احمد رضا بجنوری ماتمس الیہ الحاجۃ مولانا عبد الرشید نعمانی وغیرہ کتابیں اصول حدیث اقسام حدیث علل حدیث اور احوال رجال وغیرہا اصولی بحثوں پر خوب روشنی ڈالتی ہیں۔ الغرض اصول حدیث کے پیش نظر جعل سازوں کے لیے جعلی حدیثیں تراش تراش کر عوام کے سامنے پیش کرنے کا چور دروازہ ہی بالکل

بند ہو جاتا ہے اور بفضلہ تعالیٰ تمام احادیث کو کتب حدیث میں ضبط کر دیا گیا ہے اور حضرت امام بیہقیؒ (الحافظ الجلیل ابو بکر احمدؒ بن الحسینؒ (المتوفی ۴۵۸ھ) کا یہ مقولہ ایک خالص حقیقت معلوم ہوتا ہے۔ من جاء الیوم بحدیث لایوجد عند الجمیع لایقبل منہ (مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۰۰ فتح المغیث ص ۹۶ توجیہ النظر ص ۲۱۹ یعنی جو شخص آج اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے جو محدثین کرامؒ کی کتابوں میں موجود نہیں تو وہ حدیث مقبول نہ ہوگی لیکن صد افسوس ہے کہ منکرین حدیث کی طرح جعل سازوں پر احتیاط کے ایسے طرق اور سامان ہدایت کی موجودگی میں بھی کچھ اثر نہیں۔ کوئی نصیحت اور فہمائش ان کو کام نہیں دیتی۔ کتنا ہی سمجھاؤ پتھر پر جونک نہیں لگتی۔

ضعیف احادیث اور ضعیف رواۃ پر مشتمل کتب

حضرات محدثین کرامؒ نے احادیث کو اصل شکل میں محفوظ رکھنے کے لیے ضعیف روایات اور ضعیف رواۃ کے بارے میں الگ تصانیف لکھی ہیں تاکہ آنے والی نسلیں ان سے استفادہ کر کے ضعیف احادیث اور ضعیف رواۃ کی روایات سے اجتناب کر سکیں۔ اس سلسلہ کی کتب بھی بے شمار ہیں۔ چند مشہور یہ ہیں۔

نام کتاب	نام مصنف	تاریخ وفات
کتاب الضعفاء الکبیر والصغیر	امام بخاریؒ	۲۵۶ھ
کتاب الضعفاء والمتروکین	امام نسائیؒ	۳۰۳ھ
کتاب الضعفاء	ابو اسحٰق الجوزجانیؒ	۲۵۹ھ
"	ابو جعفر العقیلیؒ	۳۲۳ھ
"	ابو نعیم استر آبادیؒ	۳۲۳ھ
"	ابن عدیؒ (بارہ جلدوں میں)	۳۶۵ھ
کتاب الضعفاء	ابو عبد اللہ البرقیؒ	۲۴۹ھ
"	ابو الفتح محمدؒ بن الحسین الازدیؒ	۳۷۴ھ

علل حدیث

اسانید اور متون حدیث میں بعض رواۃ سے جو اغلاط و اوہام سرزد ہوئے ہیں ان کی نشاندہی کے سلسلہ میں بے شمار کتابیں موجود ہیں حضرت امام بخاریؒ اور حضرت امام مسلمؒ اور حضرت امام ترمذیؒ کی علل کبیر و صغیر کتاب العلل للدارقطنیؒ کتاب العلل لابن ابی حاتمؒ، علل متناہیہ لابن الجوزیؒ وغیرہ کتابیں اس سلسلہ میں کافی مشہور اور علماء فن کے نزدیک معروف ہیں۔

کتب موضوعات

حضرات محدثین کرامؒ نے اپنی دانست اور صوابدید کے مطابق جعلی، موضوع اور من گھڑت روایات کو الگ کر کے کتب تصنیف کی ہیں تاکہ ان پر عمل کر کے امت گمراہ نہ ہو جائے، اور سنت صحیحہ سے ہٹ اور کٹ کر خود ساختہ راستوں پر نہ چل نکلے۔ اس سلسلے کی مشہور کتابیں یہ ہیں

نام کتاب	نام مصنف	تاریخ وفات
موضوعات	ابن الجوزیؒ	۵۹۷ھ
مختصر الموضوعات	امام سفارینیؒ	
رسالتان فی الموضوعات	رضی الدین صغانیؒ	۶۵۰ھ
الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ	شیخ ابی عبد اللہ محمد شامیؒ	
"	القاضی شوکانیؒ	۱۲۵۵ھ
الموضوعات الصریحۃ	عمرؒ بن بدرؒ	
کتاب المغنی	حافظ ضیاء الدین موصلیؒ	۶۲۳ھ
کتاب الاباطیل	ابو عبد اللہ الحسین ہمدانیؒ	۵۴۳ھ
اللؤلؤ المرصوع	محمدؒ بن خلیل قاوقجیؒ	۱۳۰۵ھ
الکشف الالٰہی	محمد سندروسیؒ	۱۱۷۷ھ

اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ	جلال الدین سیوطیؒ	۹۱۱ھ
موضوعات کبیرہ	ملا علی القاریؒ	۱۰۱۴ھ
الموضوع فی الحدیث الموضوع	ایضاً	۱۰۱۴ھ
تذکرۃ الموضوعات	علامہ محمدؒ بن طاہر الفتنی الحنفیؒ	۹۸۶ھ
قانون الموضوعات	ایضاً	۹۸۶ھ
الآثار المرفوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ	مولانا عبدالحی لکھنویؒ	۱۳۰۴ھ
کشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث	برہان الدین ابوالوفاء سبط ابن العجمیؒ	۸۴۱ھ
تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ	علامہ ابوالحسن علیؒ بن محمدؒ بن عراقؒ	
ذخائر المواریث فی الدلالۃ علی مواضع الحدیث	علامہ عبدالغنیؒ بن جماعۃ النابلسیؒ	۱۱۴۳ھ

شان نزول حدیث

کسی بھی عقل مند کو یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ ہر متکلم کی بات کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا بھی اپنے مقام پر کوئی نہ کوئی سبب ضرور تھا۔ اس سلسلہ میں علامہ ابراہیمؒ بن محمدؒ بن کمال الدین الشہیر بابن حمزۃ الحسینی الحنفیؒ المتوفیٰ ۱۱۲۰ھ کی کتاب البیان والتعریف فی سبب ورود الحدیث تین جلدوں میں طبع ہو کر منظر شہود پر آچکی ہے جس میں پہلے حدیث کا ایک حصہ نقل کر کے کتب حدیث سے اس کا ماخذ بتاتے ہیں۔ پھر اس کی تصحیح اور تضعیف کا لحاظ کرتے ہیں اور پھر اس کا سبب ورود بیان کرتے ہیں۔

بخاری کی احادیث کی تلاش

اہل علم کے ہاں یہ مقولہ مشہور ہے فقہ البخاری فی الابواب والتراجم۔ حضرت امام بخاریؒ ایک ایک حدیث کو کلاً یا بعضاً مختلف ابواب میں نقل کرتے ہیں۔ بسا اوقات بخاری کی احادیث کی تلاش میں خاص دقت پیش آتی ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا عبدالعزیز سیالوی ثم گوجرانوالویؒ المتوفی ۱۳۵۹ھ نے نبراس الساری فی اطراف البخاری لکھ کر امت پر احسان کیا ہے جس سے آسانی کے ساتھ یک وقت بخاری میں ایک ہی حدیث متعدد ابواب میں مل جاتی ہے۔

معانی الاحادیث

کتب حدیث میں بغیر سند کے اور کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں بظاہر مختلف اور متضاد قسم کی حدیثیں نہ آتی ہوں۔ ان کی جمع و تطبیق کے سلسلہ میں حضرت امام شافعیؒ کی اختلاف الحدیث حضرت امام طحاویؒ (امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہؒ جو الامام العلامۃ اور الحافظ تھے (تذکرہ ج ۳ ص۲۸) اور وہ علماء کی سیرت اور ان کی اخبار کو سب سے زیادہ جانتے تھے اور حضرات فقہاء کرامؒ کے تمام مذاہب کو جانتے تھے کان عالما بجمیع مذاہب الفقہاء (جامع بیان العلم ج ۲ ص۲) علامہ ابن حزم ابو محمد علیؒ بن احمدؒ جو الامام العلامۃ الحافظ الفقیہ اور المجتہد تھے امام طحاویؒ کی کتابوں کو صحت میں بخاری و مسلم وغیرہ کے ہم پلہ مانتے ہیں (تذکرہ ج ۳ ص۳۲۸) المتوفیٰ ۳۲۱ھ) کی شرح معانی الآثار اور مشکل الآثار امام ابن قتیبہؒ (المتوفیٰ ۲۷۶ھ) کی مختلف الحدیث امام ابن عبدالبرؒ کی تمہید اور اس کا ملخص استذکار اور کتب شروح حدیث اس قدر ہیں کہ ان کا آسانی سے شمار و احصار نہیں کیا جا سکتا۔ الغرض امت مرحومہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی حفاظت و اشاعت کے لیے ان کی تسہیل و تشریح کے لیے ایسے ایسے طریقے (باقی ص۳ پر)

مولانا صوفی عبدالحمید سواتی

سرمایہ داری اور اسلامی نظام معیشت

حضور علیہ السلام نے اسلام کی دعوت پر ہرقل قیصر روم کو بھی خط لکھا تھا۔ جب یہ خط قیصر کو پیش ہوا تو اس نے حکم دیا کہ اگر عرب کا کوئی شخص مل جائے تو حاضر کیا جائے۔ اُن دنوں غزہ میں ابوسفیان کی قیادت میں قریش مکہ کا ایک تجارتی قافلہ مقیم تھا۔ چنانچہ ابوسفیان کو ہرقل کے سامنے پیش کیا گیا اور ہرقل نے ان سے حضور علیہ السلام کے متعلق مختلف سوال کیے جن میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ جس مدعی نبوت کا خط مجھے پہنچا ہے اس کے اولین متبعین کمزور لوگ ہیں یا بااثر شخصیتیں؟ تو ابوسفیان نے کہا کہ نادار اور کمزور لوگ ہیں۔ اس پر ہرقل پکار اٹھا کہ ابتدا میں نبیوں کے پیروکار ضعیف لوگ ہی ہوتے ہیں۔ بڑے لوگ اس وقت ایمان لاتے ہیں جب ان کے لیے کوئی دوسرا راستہ نہیں رہتا۔ ہرقل کا یہ مقولہ سابقہ کتب کی تعلیم سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے یہاں پر یہ بات سمجھا دی ہے کہ مال و دولت یا جاہ و منصب پر اترانا غلط بات۔ اصل میں مدارِ عزت ایمان ہے نہ کہ جاہ و حشمت، اللہ کے ہاں باعزت وہ شخص ہے جو زیادہ متقی ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ نیکی اور پرہیزگاری جس کا شیوہ ہے اور یہ صفات ان غربا و مساکین میں پائی جاتی ہیں مگر مالدار اور چوہدری قسم کے لوگ ان کو حقیر سمجھتے ہیں۔ فرمایا اگر آپ ان کو اپنے سے دور کر دیں گے تو ناانصافوں میں شامل ہو جائیں گے۔

فرمایا وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ اور اسی طرح ہم نے آزمایا ہے بعض کو بعض سے۔ یعنی بعض آدمیوں کو ہم نے مال و دولت یا جاہ و حکومت دے کر آزمایا کہ یہ اپنے ماتحتوں یا کمزور لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ ان کو حقیر سمجھ کر حقارت آمیز سلوک کرتے ہیں یا ان کا احترام کرتے ہیں اور خوشدلی سے پیش آتے ہیں۔ اسی طرح مساکین کو عسرت میں مبتلا کر کے آزمایا ہے۔ سورۃ فرقان میں موجود ہے: وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً "ہم نے تمہارے بعض کو بعض کے لیے آزمائش بنایا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے أَتَصْبِرُونَ "کیا تم صبر کرتے ہو؟ مقصد یہ کہ غربا کو غربت میں مبتلا کر کے آزمایا ہے کہ آیا یہ امراء کی امارت دیکھنے کے باوجود صبر کرتے ہیں؟ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا۔ تیرا رب تو ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ وہ امیر کو دولت دے کر آزماتا ہے کہ یہ مساکین کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے اور غریب کو غربت دے کر آزماتا ہے کہ کس حد تک صبر کرتا ہے مگر مقامِ افسوس ہے کہ اس آزمائش میں دونوں طبقے ناکام ہو رہے ہیں۔ نہ تو دولت مند غرباء کا خیال رکھتے ہیں اور نہ مساکین صبر سے کام لیتے ہیں۔

روس میں ۱۹۱۷ء کا انقلاب اسی امیر غریب کے سوال پر ہی آیا تھا جس کی بھینٹ تین کروڑ آدمی چڑھ گئے۔ امراء نے غرباء پر مظالم توڑے، ان کے حقوق ادا نہیں کیے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غریبوں نے تحریک چلائی۔ دونوں گروہ بے دین تھے۔ غریبوں نے امیروں کو مردار کتوں کی طرح گھسیٹا۔ یہ غریبوں کو حقیر سمجھنے کا شاخسانہ تھا، نہ امیروں نے حقوق ادا کیے نہ غریبوں نے صبر کیا جس کا نتیجہ کشت و خون کی صورت میں نکلا۔ شیخ سعدیؒ نے گلستان میں ایک ایسا عمدہ فقرہ کہا ہے جس کے متعلق لوگوں نے کہا کہ ہماری ساری کتابوں

کے بدلے یہ ایک فقرہ ہیں دے دیں۔ کہتے ہیں۔

"خواہندۂ مغربی در صف بزازان حلب گفت
اے خداوندانِ نعمت اگر شما را انصاف بود و مارا
قناعت رسم سوال از جہاں برخاستے۔"

ملک مغرب میں ایک محتاج نے بزازوں کی صف میں کھڑے ہو کر کہا۔ اے دولت کے مالکو اگر تم میں انصاف اور ہم میں قناعت ہوتی تو دنیا میں کوئی بھی سوال نہ کرتا یعنی سوال کی رسم ہی برخواست ہو جاتی۔ ہم دونوں مجرم ہیں۔ تم میں انصاف نہیں ہے اور ہم قناعت سے محروم ہیں۔ دولت کے بڑھتے ہوئے تم مسکینوں کا خیال نہیں رکھتے اور ہم صبر سے عاری ہو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دُنیا مصائب کا شکار بنی ہوئی ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام نے اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم دی ہے۔ اسلام نے اس دولت کو لعنت کے برابر کہا ہے جس میں سے غریبوں کے حقوق نہ ادا کیے جائیں؛ ایسی دولت مندی باعثِ وبال ہے۔ ہاں اگر اپنے مال سے تمام فرضی، واجبی حقوق ادا کرتا ہے تو پھر یہ دولت جائز ہے۔ اگر حلت و حرمت کا امتیاز ختم ہو چکا ہے تو پھر یہ سرمایہ داری (Capitalism) ہے۔ اس کا حامی سرمایہ پرست ہے اور دوسری طرف نفرت اور عداوت کا جذبہ پایا جاتا ہے کہ سرمایہ داروں کے پاس سرمایہ کیوں ہے؟ خواہ اس نے جائز ذرائع سے ہی کیوں نہ حاصل کیا ہو اور وہ تمام حقوق بھی کیوں نہ ادا کرتا ہو مگر محض صاحب مال و دولت ہونا ہی گردن زدنی سمجھا گیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ یہ لوگ نہ صرف سرمایہ داری کے خلاف ہوتے ہیں بلکہ آگے چل کر مذہب کے بھی خلاف ہو جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ سرمایہ داروں نے لوگوں کو اُلّو بنانے کے لیے مذہب کی آڑ لے رکھی ہے۔

سوشلسٹ ملکوں میں یہی کچھ ہُوا ہے۔ پہلے سرمایہ داروں کے خلاف آواز اُٹھائی اور پھر آہستہ آہستہ مذہب کو بھی خیرباد کہہ دیا۔

اُن کی بات کسی حد تک درست بھی ہے۔ اکثر و بیشتر اقتدار پسندوں، سرمایہ داروں اور ملوک نے مذہب کا غلط استعمال کیا ہے۔ البتہ کچھ اللہ والے ایسے بھی ہیں جنہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ بھی تو بادشاہ تھے، سلطان ناصر الدین التمشؒ بھی اسی سرزمین پر مسند اقتدار پر رہا ہے۔ اس کے پاس کابل سے بنگال تک کی حکومت تھی مگر دل میں خوفِ خدا رکھتے تھے، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جیسے بلند پایہ لوگ بھی تو ہوئے ہیں جن پر اقتدار کا نشہ غالب نہیں آیا اور جنہوں نے مستحقین کے حقوق ادا کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ لیکن یہ مذہب کا غلط استعمال تھا جس کی وجہ سے ملحدوں کو مذہب کے خلاف پراپیگنڈا کرنے کا موقع ملا۔ غرضیکہ یہ دونوں گروہ لغزش میں ہیں۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو اعتدال کا راستہ دکھاتا ہے۔ اگر ملک میں صرف حلال و حرام کی پابندی پوری طرح نافذ کر دی جائے تو لوگوں کو سکون حاصل ہو جائے۔ جو مال حرام ذرائع سے حاصل کیا جاتا ہے اس کا مصرف بھی حرام اور بُرے طریقے پر کیا جاتا ہے۔ کوئی پوچھنے والا نہیں کہ دولت حاصل کیسے کی اور اسے خرچ کس چیز پر کر رہے ہو۔ فضول خرچی قطعاً حرام اور تباہی کا باعث ہے۔ اس لیے سرمایہ داری اور اشتراکی نظام معیشت دونوں ملعون ہیں۔ صرف اسلام کا نظام ہی درست ہے جو دولت مندی کی حوصلہ افزائی اس وقت کرتا جب وہ جائز ذرائع سے حاصل کی گئی ہو اور اس میں سے تمام حقوق ادا کیے گئے ہوں۔ اگر جائز و ناجائز کی تمیز روا نہیں رکھی تو یہی سرمایہ داری ہے جو ملعون ہے۔

ازافادات سید المتکلمین حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ

تبرکاتِ سلف

انبیاء کے حق میں ذنب و ضلال کا مفہوم

اہلِ اسلام کے نزدیک انبیاءؑ کی عصمت عقلاً اور نقلاً ثابت ہے اور اس کی عقلی اور نقلی دلیلیں علم کلام کی کتابوں میں مرقوم ہیں اور یہ بات بھی ان کے نزدیک ضروری اور مدلل ہے کہ جو لفظ لغت سے شرع میں منقول ہوئے ہیں مثلاً صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج وغیرہا جب خدا اور رسول کے کلام میں مستعمل ہوتے ہیں تو وہ ان کے معانی شرعیہ مراد لیتے ہیں اور جب تک کوئی عقلی یا نقلی دلیل قطعی ایسی نہ ہو کہ معنے شرعی کے مراد لینے سے منع کرے تب تک وہی معانی مراد لیتے ہیں۔

ذنب چنانچہ لفظ ذنب بھی شریعت میں جہاں کہیں انبیاء علیہم السلام کے حق میں واقع ہوا ہے تو زلّہ اور ترک اولیٰ کے معنی میں آیا ہے اور زلّہ اس کو کہتے ہیں کہ شخص معصوم عبادت یا کسی امر مباح کے کرنے کا قصد کرتا ہے لیکن اس سبب سے کہ اس عبادت یا امر مباح کے ساتھ کوئی گناہ ملا ہوا ہوتا ہے تو بغیر قصد کے اس میں گر پڑتا ہے جیسے راہ کا چلنے والا کبھی بغیر قصد کے پتھر سے ٹھوکر کھا کر یا کیچڑ کے سبب پھسل کر گر جاتا ہے لیکن قصد راہ کا چلنا تھا نہ گر پڑنا اور نبوت کے منصب کا لحاظ کر کے قول حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ کے موافق نبی کے اس ترک اولیٰ پر ذنب کا اطلاق ہوتا ہے۔

ضلال اور لفظِ ضلال قرآن کے اندر جہاں کفار کی مذمت میں واقع ہوتا ہے تو حق کی راہ سے گمراہ ہونے کے معنے میں آتا ہے اور اگر ان کی مذمت میں واقع ہوتا ہے تو حق کی راہ سے گمراہ ہونے کے معنے میں آتا ہے اور اگر ان کی مذمت میں نہیں ہوتا تو کہیں راہ بھولنے کے معنے میں آتا ہے جیسے سورہ قلم کی چھبیسویں آیت کے اندر ہے۔ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ یعنی پھر جب اس کو (یعنی باغ کو) دیکھا بولے ہم راہ بھولے اور کہیں ایسے رل مل جانے اور مخلوط ہو جانے کے معنی میں آتا ہے کہ جس میں تمیز نہ ہو سکے جیسے سورہ سجدہ کی آیت میں ہے وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ یعنی اور کہتے ہیں (قیامت کے منکر) کیا جب ہم رل مل گئے زمین (کی مٹی) میں کیا ہم کو نیا بننا ہے؟ اور عرب بولتے ہیں۔ ضَلَّ الْمَآءُ فِی اللَّبَنِ یعنی پانی دودھ میں ایسا رل مل گیا کہ اس کی تمیز نہیں ہو سکتی اور کہیں عشق اور محبت کی زیادتی کے سبب چوکنے کے معنے میں آتا ہے جیسا سورہ یوسف کی آٹھویں آیۃ میں حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کا قول ہے اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ یعنے البتہ ہمارا باپ صریح چوک میں ہے یعنے یوسف اور اس کے بھائی سے زیادتی عشق اور محبت کے سبب اور اسی سورہ کی تیسویں آیت میں مصر کی عورتوں کا زلیخا کے حق میں یہ قول ہے۔ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ یعنی ہم تو دیکھتے ہیں اس کو صریح بہکی ہوئی یعنے یوسف کے عشق کے غلبہ کے سبب سے اور اسی سورہ کی پچانویں آیت کے اندر لوگوں کا قول حضرت یعقوبؑ کے حق میں ہے۔ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ یعنے لوگ بولے اللہ

کی قسم تو اپنے اُسی قدیم بہکنے میں ہے یعنے یوسف کے عشق اور محبت کی زیادتی کے سبب ہے اور کہیں اللہ کے حکموں سے واقف نہونے کے معنے میں آتا ہے جیسے سورہ شعراء کی بیسویں آیت میں قول حضرت موسےؑ کا یوں منقول ہوا ہے۔ فَعَلْتُهَا إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ یعنے کیا تو ہے میں نے وہ میں جبکہ تھا اس وقت نادانوں سے پس اس آیت میں لفظ ضالین بمعنی جاہلین کے ہے اور اس معنے پر یہ بات بھی مؤید ہے کہ بعض قرأت میں ضالین کے لفظ کی بجائے جاہلین کا لفظ واقع ہے اور اسی طرح ضلال کا لفظ یا جو اس سے مشتق ہے قرآن میں جہاں اور جگہ بھی واقع ہوا ہے اس مقام کے مناسب لیا جاتا ہے اور سب جگہ کفر اور گمراہی کے معنے میں لینا محض گمراہی ہے اور مسلمانوں کی شریعت سے واقف ہو کر یعقوب اور موسیٰ علیہما السلام کے حق میں بمعنے کفر اور گمراہی کے کافر اور گمراہ کے سوا اور شخص نہیں کہہ سکتا اور ایسا ہی اور انبیاء کے حق میں سمجھنا چاہیئے اور عرب اس درخت کو جو جنگل میں اکیلا ہوتا ہے ضالہ کہتے ہیں۔

حویلیاں ہزارہ کے بزرگ عالم دین

اور روحانی پیشوا

قاضی مولانا چمن پیر الہاشمی رحمۃ اللہ

گذشتہ دنوں انتقال فرما گئے

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

مرحوم ایک متبحر عالم، حق گو خطیب اور درد دل سے بہرہ ور بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ آمین یا الہ العالمین۔ (ادارہ)

کیا پاکستان میں

سُودی نظام

کا خاتمہ ممکن ہے؟

سُود کے خاتمہ میں رکاوٹیں

کیا ہیں اور اسلام ان کا کیا حل

پیش کرتا ہے؟

نیز اس سلسلہ میں ملک کی

اعلیٰ عدالتوں کا موقف کیا ہے؟

ان اہم سوالات کا جواب

ملک کے معروف قانون دان

جناب مختار احمد فارانی

ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

کے قلم سے "الشریعۃ" کے آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

ہمارے دینی مدارس

توقعات ، ذمہ داریاں اور مایوسی

ہمارے معاشرہ میں دینی مدارس کے کردار کے مثبت پہلو کے بارے میں کچھ گذارشات "الشریعۃ" کے گذشتہ سے پیوستہ شمارے میں پیش کی جا چکی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ فرنگی اقتدار کے تسلط، مغربی تہذیب و ثقافت کی یلغار اور صلیبی عقائد و تعلیم کی بالجبر ترویج کے دور میں یہ مدارس ملی غیرت اور دینی حمیت کا عنوان بن کر سامنے آئے اور انہوں نے انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں سیاست، تعلیم، معاشرت عقائد اور تہذیب و ثقافت کے محاذوں پر فرنگی سازشوں کا جرأتمندانہ مقابلہ کر کے برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش کو سپین بننے سے بچایا۔ اور یہ بات پورے اعتماد کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ آج اس خطۂ زمین میں مذہب کے ساتھ وابستگی اور اسلام کے ساتھ وفاداری کے جن مظاہر نے کفر کی پوری دنیا کو لرزہ براندام کر رکھا ہے عالم اسباب میں اس کا باعث صرف اور صرف یہ دینی مدارس ہیں لیکن مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تصویر کے دوسرے رُخ پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے اور ارباب فہم و دانش کی ان توقعات اور امیدوں کا مرثیہ بھی پڑھ لیا جائے جن کا خونِ ناحق ہمارے دینی مدارس کی اجتماعی قیادت کی گردن پر ہے۔

تفصیلات و فروعات تک گفتگو کا دائرہ وسیع کرنے کی بجائے ہم اپنی گزارشات کو صرف دو اصولی باتوں کے حوالے سے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔

(۱) جدید مغربی فلسفۂ حیات کے اثرات سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لیے ہمارے دینی مدارس کا کردار کیا ہے؟ اور

(۲) مسلم معاشرے میں نفاذِ اسلام کے ناگزیر علمی و فکری تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ان دینی مدارس کا نظام کار اور حکمت عملی کیا ہے؟

ایک دور تھا جب یونانی فلسفہ نے عالم اسلام پر یلغار کی تھی اور عقائد و افکار کی دُنیا میں بحث و تمحیص کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ اگر اس وقت عالم اسلام کے تعلیمی مراکز اور ارباب علم یونانی فلسفہ کی اس یلغار کو وقتی طوفان سمجھ کر نظر انداز کر دیتے اور اپنے کان اور منہ لپیٹ کر اس کے گذر جانے کا انتظار کرتے رہتے تو اسلامی علوم و عقائد کا پورا ڈھانچہ فلسفۂ یونان کی حشر سامانیوں کی نذر ہو جاتا لیکن علماء اسلام نے اس دور میں ایسا نہیں کیا بلکہ یونانی فلسفہ کے اس چیلنج کو قبول کر کے خود اس کی زبان میں اسلامی عقائد و افکار کو اس انداز سے پیش کیا کہ یونانی فلسفہ کے لیے پسپائی کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا اور اس کے بپا کیے ہوئے فکری اور نظریاتی معرکوں کے تذکرے آج رازیؒ، غزالیؒ، ابن رشدؒ اور ابن تیمیہؒ کی تصنیفات میں یادگار کے طور پر باقی رہ گئے ہیں۔ یورپ کے جدید فلسفۂ حیات کی یلغار بھی یونانی فلسفہ کے حملے سے کچھ مختلف نہیں ہے۔ یہ فلسفۂ حیات جس نے انقلاب فرانس کے ساتھ اپنا وجود تسلیم کرایا اور پھر یورپ کے صنعتی

انقلاب کے زیر سایہ اپنا دائرہ وسیع کرتے ہوئے آج دنیا کے اکثر و بیشتر حصہ کو لپیٹ میں لے چکا ہے خود کو انسانی زندگی کے ایک ہمہ گیر فلسفہ کے طور پر پیش کرتا ہے اور انسان کی پیدائش کے مقصد سے لے کر انسانی معاشرت کے تقاضوں اور مابعد الطبیعات کی وسعتوں تک کو زیر بحث لاتا ہے۔ ڈارون، فرائیڈ، نطشے اور دیگر مغربی فلاسفروں اور سائنس دانوں کی گذشتہ دو صدیوں پر محیط فکری کاوشوں اور نظریاتی مباحث کا خلاصہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ کلیسا کی بدکرداریوں اور مظالم کے رد عمل کے طور پر جنم لینے والے اس فلسفہ کو یورپ نے ایک مکمل فلسفۂ حیات کی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کے ذریعہ وہ دنیا میں موجود اسلام سمیت تمام فلسفہ ہائے حیات کو مکمل شکست سے دوچار کر کے فنا کے گھاٹ اتارنے کے درپے ہے۔

ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے یورپ کی اس فکری یلغار کی ماہیت اور مقاصد کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی اور اسے محض اعتقادی اور سیاسی بالادستی کا جنون سمجھ کر اسی انداز میں اس کا سامنا کرتے رہے اور اس کے فکری اور اعتقادی پہلوؤں کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا۔ یونانی فلسفہ کے در آنے سے ہمارے ان عقائد کے نئے مباحث چھڑ گئے تھے جنہیں علماء و طلباء نے اپنے فکری اور علمی مباحث میں سمو دیا اور ہمارے عقائد کی بیشتر کتابیں ان مباحث سے بھرپور ہیں حتیٰ کہ دینی مدارس کے نصاب میں آج بھی طلباء کو عقائد کے حوالے سے انہی مباحث سے روشناس کرایا جاتا ہے جو یونانی فلسفہ کی پیداوار ہیں اور جن میں زیادہ تر کا آج کے نئے فکری اور اعتقادی تقاضوں کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے لیکن جو اعتقادی مباحث یورپ کے فلسفۂ حیات نے چھیڑے ہیں نہ ہماری عقائد کی کتابوں میں ان کا کوئی ذکر ہے اور نہ ہی ہم طلبہ کو ان مباحث کی ہوا لگنے دیتے ہیں۔

ڈارون کا نظریۂ ارتقاء، انسان کے مقصد وجود میں کشش جنسی کی محوری حیثیت کے بارے میں فرائیڈ کے تصورات، اجتماعی زندگی سے مذہب کی مکمل لاتعلقی اور غیر محدود فکری آزادی کا نعرہ آخر اعتقادی مباحث نہیں تو اور کیا ہیں؟ اور کیا انہی افکار و نظریات کا شکار ہو کر مسلمان کہلانے والوں کی ایک بڑی تعداد اسلام کے اجتماعی کردار سے منکر یا کم از کم متذبذب نہیں ہو چکی ہے؟ اس اعتقادی فتنہ کی روک تھام کے لیے ہمارے دینی مدارس کا کردار کیا ہے؟ ہمارے نصاب میں تفسیر، حدیث، فقہ اور عقائد کی کون سی کتاب میں یہ مباحث شامل ہیں اور ہم اپنے طلبہ کو ان مباحث سے روشناس کرانے اور انہیں ان کے جواب کی خاطر تیار کرنے کے لیے کیا کر رہے ہیں۔

یہ وقت کا ایک اہم سوال اور دینی مدارس کی اجتماعی قیادت پر مسلم معاشرہ اور نئی نسل کا ایک قرض ہے جس کا سامنا کیے بغیر ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی کوئی صورت ممکن نہیں ہے۔ ستم کی بات یہ ہے کہ فروعی اور جزوی مسائل ہمارے ہاں بنیادی اور کلیدی حیثیت اختیار کر گئے ہیں اور جو امور فکر و اعتقاد کی دنیا میں بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں ان کی ہماری نظر میں کوئی وقعت ہی باقی نہیں رہی۔ ہماری پسند و ناپسند اور وابستگی و لاتعلقی کا معیار جزوی مسائل اور گروہی تعصبات ہیں۔ ایک مثال بظاہر معمولی سی ہے لیکن اس سے ہماری فکری ترجیحات کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے، وہ یہ کہ ہمارے ایک دوست نے جنہوں نے خالص دینی ماحول سے تربیت حاصل کی ہے گذشتہ دنوں ایک بڑے سیاسی لیڈر کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار یوں کیا کہ وہ بہت اچھا اور صحیح العقیدہ لیڈر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے ایک بیان میں کہا ہے کہ میں برسیوں اور عرسوں میں شامل ہونے کا قائل نہیں ہوں۔ ان سے عرض کیا گیا کہ وہ سیاسی لیڈر تو سیکولر نظریات کا قائل ہے اور اجتماعی زندگی میں نفاذ اسلام کو ذہنی طور پر قبول نہیں کرتا۔ اس کے جواب میں ہمارے اس دوست کا کنایہ یہ تھا کہ یہ تو سیاسی باتیں ہیں اصل بات یہ ہے کہ وہ عرسوں اور برسیوں کا مخالف ہے اس لیے وہ ہمارے

مسلک کا ہے اور صحیح العقیدہ ہے یعنی اسلام کے اجتماعی زندگی میں نفاذ کا مسئلہ سیاسی ہے اور عرسوں میں شریک ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ اعتقادی ہے۔ آخر یہ سوچ کہاں سے آئی ہے۔ کیا یہ ہمارے دینی مدارس کی غلط فکری ترجیحات کا ثمر نہیں ہے۔ اب آئیے دوسرے نکتہ کی طرف کہ نفاذِ اسلام کے علمی و فکری تقاضوں کی تکمیل کے لیے ہمارے دینی مدارس کا کردار کیا ہے؟

جہاں تک نفاذِ اسلام کی اہمیت کا تعلق ہے کوئی مسلمان اس سے انکار نہیں کر سکتا اور علماء اہل سنت نے اسے اہم ترین فرائض میں شمار کیا ہے بلکہ ابن حجر مکیؒ اور دیگر ائمہ نے اس کی تصریح کی ہے کہ نظامِ اسلام کے نفاذ کے لیے خلافت کا قیام "اہم الواجبات" ہے جسے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین پر بھی ترجیح دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ اور تدفین سے قبل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بطورِ خلیفہ انتخاب کیا۔

پھر برصغیر میں ہمارے اکابر کی جنگ آزادی کا بنیادی مقصد بھی حصولِ آزادی کے بعد نظامِ اسلام کا غلبہ و نفاذ رہا ہے اور پاکستان کا قیام بھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نعرہ پر شریعت اسلامیہ کی بالادستی کے لیے عمل میں آیا لیکن اسلام کو ایک اجتماعی نظام کے طور پر ہمارے دینی مدارس میں نہ پڑھایا جارہا ہے اور نہ ہی طلبہ کی اس انداز سے ذہن سازی کی جارہی ہے کہ وہ اسلام کا مطالعہ ایک نظام کے طور پر کریں حالانکہ حدیث اور فقہ کی بیشتر کتابیں محدثین اور فقہاء نے اسی انداز سے لکھی ہیں کہ ان میں اجتماعی زندگی کے تمام شعبوں کا الگ عنوان کے طور پر ذکر کیا گیا ہے عقائد، عبادات اور اخلاق کے علاوہ تجارت، خلافت، جہاد، دوسری اقوام سے تعلقات، صنعت، زمینداری، حدود و تعزیرات، نظامِ عمل، نظامِ عدالت، معاشرت اور دیگر اجتماعی شعبوں کے بارے میں حدیث اور فقہ کی کتابوں میں مفصل اور جامع ابواب موجود ہیں جن کے تحت محدثین اور فقہاء نے احکام و ہدایات کا بیش بہا ذخیرہ جمع کر دیا ہے لیکن ان ابواب کی تعلیم میں ہمارے اساتذہ کی دلچسپی نہ ہونے کے برابر ہے اور ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ حدیث کی کتابوں میں ہمارے اساتذہ کے علم اور بیان کا سارا زور کتاب الطہارت اور صلوٰۃ کے جزوی مباحث میں صرف ہو جاتا ہے اور خلافت و امارت، تجارت، صنعت، جہاد، حدود و تعزیرات اور اجتماعی زندگی سے متعلق دیگر مباحث سے یوں کان لپیٹ کر گزر جاتے ہیں جیسے ان ابواب کا ہماری زندگی سے کوئی واسطہ نہ ہو یا جیسے ان ابواب کی احادیث اور فقہی جزئیات منسوخ ہو چکی ہوں اور اب صرف تبرک کے طور پر انہیں دیکھ لینا کافی ہو حالانکہ ضرورت اس امر کی تھی کہ اجتماعی زندگی سے متعلق ابواب کو زیادہ اہتمام سے پڑھایا جاتا۔ قانون سیاست، خارجہ پالیسی، جنگ اور اجتماعیت کے جدید افکار و نظریات سے اسلامی تعلیمات کا تقابل کر کے اسلامی احکام کی برتری طلباء کے ذہنوں میں بٹھائی جاتی اور انہیں اسلامی افکار و نظریات کے دفاع اور اس کی عملی ترویج کے لیے تیار کیا جاتا لیکن ایسا نہیں ہوا اور اس اہم ترین دینی و قومی ضرورت سے مسلسل صرفِ نظر کیا جارہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء کی پچانوے فیصد اکثریت خود اسلامی نظام سے ناواقف اور جدید افکار و نظریات کو سمجھنے اور اسلامی احکام کے ساتھ ان کا تقابل کرنے کی صلاحیت سے محروم ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جس کے اعتراف میں کسی حجاب سے کام نہیں لینا چاہیے اور اس کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی تلافی کی کوئی صورت نکالنی چاہیے۔

آج نفاذِ اسلام کی راہ میں ایک بڑی عملی رکاوٹ یہ بھی ہے کہ اس نظام کو چلانے کے لیے رجالِ کار کا فقدان ہے۔ اسلامی نظام کو سمجھنے والے اور اسے چلانے کی صلاحیت سے بہرہ ور افراد کا تناسب ضرورت سے بہت کم ہے۔ اس کی وجہ آخر کیا ہے؟ اور یہ خلاء آخر کس نے پُر کرنا ہے؟ جس نظام تعلیم

کریم لارڈ میکالے کا نظام تعلیم کہتے ہیں اس سے تو توقع ہی عبث ہے کہ وہ اسلامی نظام کے لیے کل پرزے فراہم کرے گا اور دینی نظام تعلیم اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کردار ادا نہیں کر رہا تو اسلامی نظام کے لیے رجالِ کار کیا آسمان سے اتریں گے۔ دینی مدارس کے اجتماعی کردار کے منفی پہلوؤں کے بارے میں بہت کچھ کہنے کی گنجائش موجود ہے بلکہ بہت کچھ کہنے کی ضرورت ہے لیکن ہم صرف مذکورہ دو اصولی مباحث کے حوالے سے توجہ دلاتے ہوئے تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام، دینی مدارس کی اجتماعی قیادت بالخصوص وفاق المدارس العربیہ، تنظیم المدارس اور وفاق المدارس السلفیہ کے اربابِ حل وعقد سے گذارش کریں گے کہ وہ اس صورتِ حال کا سنجیدگی سے نوٹس لیں اور یورپ کے لادینی فلسفۂ حیات کو فکری محاذ پر شکست دینے اور نفاذِ اسلام کے لیے رجالِ کار کی فراہمی کے محاذ پر اپنے کردار کا از سرِ نو تعین کریں ورنہ وہ اپنی موجودہ کارکردگی اور کردار کے حوالے سے خدا کی بارگاہ میں سرخرو ہو سکیں گے اور نہ ہی مؤرخ کا قلم ان کے اس منفی کردار کو بے نقاب کرنے میں کسی رعایت اور نرمی سے کام لے گا۔

بقیہ: امراض و علاج

غزلیں گانے، ماحول، عریاں تصاویر، مرد عورت کے ملاپ کا تصور ذہن میں رکھنا آتشک یا سوزاک کی بیماری کا ہونا یا شانِ شباب سے پُر ہونا اور سوجانا اعضائے تناسل کی کمزوری نرم و نازک بستر کا استعمال غدہ قدامیہ کی سوزش رات کا کھانا دیر سے کھا کر فوراً سو جانا اس کے اسباب ہوا کرتے ہیں۔

علاج اور پرہیز تمام بادی اور میدہ کی اشیاء سے قطعاً پرہیز رکھیں قبض کا خاص خیال رکھیں۔ رات کو پینے والی کوئی چیز نہ پئیں۔

(۱) کرکس۔ اجوائن خراسانی۔ بیج بند ایک ایک تولہ باریک کرکے ایک چنے کے برابر گولی یا سفوف صبح شام دودھ سے کھائیں (۲) معجون آرد خرما بازار سے خریدیں۔ ایک تولہ میں ایک رتی کشتہ قلعی ملا کر چھ چھ ماشے صبح شام دودھ سے کھائیں۔ (۳) موچرس ایک تولہ کشتہ صدف صادق۔ چھ ماشہ۔ پہلے موچرس باریک کرکے بعد میں کشتہ ملا کر دو ماشہ سفوف صبح شام مکھن سے کھائیں۔ ان میں سے کوئی بھی نسخہ کھائیں انشاء اللہ جریان، احتلام، سرعت انزال بالکل ختم ہو جاتے ہیں۔ طلاء تخم مولی ایک تولہ کو پانچ تولہ سرسوں کے تیل میں ۲۴ گھنٹہ کھرل کرکے رات کو حشفہ چھوڑ کر مل لیا کریں۔ صبح نیم گرم پانی سے دھو دیں۔ تمام نقائص ایک ماہ میں ختم۔ معلومات کے لیے جوابی لفافہ لکھیں۔

چشم براہ۔ الحکیم قاری محمد عمران مغل بی اے
ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ

بقیہ: علوم حدیث کی تدوین

اختیار کیے ہیں جن سے زیادہ محتاط اور معقول طریقے انسان کے بس میں نہیں ہیں اور یہ کوشش اور کاوش محض احادیث کو سنداً و متناً دونوں محفوظ رکھنے کے لیے ہے مگر منکرینِ حدیث کو ان حقائق سے کیا واسطہ وہ تو ان کاوشوں کو بازیچۂ اطفال سے تعبیر کریں گے ؎

زمامِ کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا
طریقِ کوہکن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی

لغات الحدیث: اس فن میں متعدد کتابیں ہیں جن میں النہایہ فی غریب الحدیث لابن الاثیر (مجد الدین ابی السعادات المبارک بن محمد الجزری المتوفی ۶۰۶ھ) الفائق علامہ جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری (المتوفی ۵۳۸ھ) المغرب للعلامۃ ابی الفتح ناصر الدین بن عبد السید الحنفی الخوارزمی المتوفی ۶۱۰ھ اور مجمع البحار للعلامۃ محمد بن طاہر وغیرہ معروف و مشہور کتابیں ہیں۔

(نوٹ) گذشتہ شمارہ میں علاج گردہ میں جوارش زرعونی سادہ کی بجائے زعفرانی لکھا گیا ہے۔ درست فرمالیں)

موجودہ طریقۂ انتخابات شرعی لحاظ سے اصلاح طلب ہے

وفاقی شرعی عدالت کا ایک اہم فیصلہ

وفاقی شرعی عدالت میں

(اوریجنل جیورس ڈکشن)

حاضر

عزت مآب جناب جسٹس گل محمد خان چیف جسٹس

عزت مآب جناب جسٹس ڈاکٹر مفتی شجاعت علی قادری

عزت مآب جناب جسٹس سعتفر الدین

عزت مآب جناب جسٹس عبادت یار خان

عزت مآب جناب جسٹس علامہ ڈاکٹر فدا محمد خان

شریعت درخواست نمبر ۱۳ ایل آف ۱۹۸۸ء

محمد صلاح الدین بنام حکومتِ پاکستان

شریعت درخواست نمبر ۱۸ آئی آف ۱۹۸۸ء

ملک محمد عثمان بنام حکومتِ پاکستان اور دیگر

شریعت درخواست نمبر ۲۶ آئی آف ۱۹۸۸ء

بیگم یاسمین رضا بنام حکومتِ پاکستان

شریعت درخواست نمبر ۴ کے آف ۱۹۸۸ء

عبدالرب جعفری بنام حکومتِ پاکستان

شریعت درخواست نمبر ۳ ایل آف ۱۹۸۹ء

بشیر احمد نوید بنام حکومتِ پاکستان

○ وکیل برائے درخواست گزار بسلسلہ شریعت درخواست نمبر

○ ۱۳ ایل آف ۱۹۸۸ء۔ جناب خالد ایم اسحٰق ایڈووکیٹ، مسٹر جاوید حسن ایڈووکیٹ

○ درخواست گزار بسلسلہ ایس پی نمبر ۱۹ آئی آف ۱۹۸۸ء جناب حبیب الوہاب خیری ایڈووکیٹ

○ وکیل برائے درخواست بسلسلہ ایس پی نمبر ۳ ایل آف ۱۹۸۹ء، جناب محمد اعظم سلطان پوری ایڈووکیٹ

درخواست گزار

جناب صلاح الدین، جناب مجیب الرحمٰن شامی، جناب الطاف حسین قریشی، ملک محمد عثمان، بیگم یاسمین رضا، جناب بشیر احمد نوید، جناب عبدالرب جعفری۔

برائے وفاقی حکومت

حافظ ایس۔ اے۔ رحمٰن، اسٹینڈنگ کونسل برائے وفاقی حکومت، جناب غلام مصطفےٰ اعوان، اسٹینڈنگ کونسل برائے وفاقی حکومت، جناب محمد اسلم جنجوعہ اسسٹنٹ سیکریٹری، شعبہ پارلیمانی امور، اسلام آباد جناب محمد اکرم، اسسٹنٹ سیکریٹری شعبہ پارلیمانی امور، جناب طارق الرب خان سیکشن آفیسر وزارت داخلہ اسلام آباد

برائے حکومت پنجاب

سید افتخار حسین، اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل، جناب نذیر احمد غازی، اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل۔

برائے حکومت بلوچستان

جناب ایم یعقوب یوسف زئی، اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل، جناب ایم شریف رکھسانی، اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل،

جناب محمد افضل، ڈپٹی سیکرٹری بلوچستان اسمبلی

برائے حکومت سندھ

جناب کے۔ ایم۔ ندیم، اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل، جناب عبدالوحید صدیقی، ایڈووکیٹ

مشیرانِ عدالت اور علماء

مولانا گوہر رحمٰن، مولانا محمد طاسین، جناب ریاض الحسن نوری، مولانا صلاح الدین یوسف، ڈاکٹر محمد امین، ڈاکٹر احسن الحق، مولانا عبدالرشید، ڈاکٹر اختر سعید، ڈاکٹر نثار احمد، علامہ جاوید الغامدی

دیگر

جناب رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ، جناب جی۔ ایم۔ سلیم ایڈووکیٹ، سید احمد حسنین ایڈووکیٹ، جناب سید مرتضیٰ قریشی ایڈووکیٹ، حاجی محمد معز الدین حبیب اللہ، جناب عبدالرشید، سید فدائے مہدی شاہ، شیخ مشتاق علی ایڈووکیٹ، جناب ایم۔ اے۔ شیخ ایڈووکیٹ، جناب ایم۔ اے۔ رشید صحافی، مولانا وصی مظہر ندوی، ڈاکٹر محمد یونس، صوفی محمد صدیق، ملک ظہور احمد، چوہدری محمد اقبال ایڈووکیٹ

تواریخ سماعت

لاہور میں ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۸، ۲۹ اور ۳۰ مئی ۱۹۸۹ء

کراچی میں ۲۶، ۲۷ اور ۲۸ فروری ۱۹۸۹ء

فیصلہ

مندرجہ بالا شریعت درخواستیں، دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل ۲۰۳۔ ڈی کے تحت اس سوال پر فیصلہ کے لیے داخل کی گئی ہیں کہ پاکستان کا پورا نظام انتخابات، غیر اسلامی، خلاف شریعت اور معاشرے کے اس تصور کے برعکس ہے جو قرآن و سُنّت میں نظر آتا ہے۔ سیاسی جماعتوں کی تشکیل، انتخابی مہم، لوگوں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے کنویسنگ کا طریقہ، بالغ رائے دہی اور اس تمام عمل کے ذریعے بننے والے قانون ساز ادارے سب کے سب مکمل طور پر غیر اسلامی ہیں۔ لہٰذا اس پورے نظام کو کلیتاً ختم کر کے "قرارداد مقاصد" کے مطابق ایک نئے نظام سے تبدیل کیا جانا چاہیے کیونکہ یہی ریاست کا وہ بنیادی پتھر ہے جو بانیانِ پاکستان کے ہاتھوں رکھا گیا تھا۔ یہ درخواستیں نومبر ۱۹۸۸ء کے عام انتخابات کے بعد جلد ہی داخل کر دی گئی تھیں۔ درخواستگزاروں کے مطابق انہوں نے ان خامیوں کے ازالے کے لیے احتجاج کا راستہ اختیار کر کے سڑکوں پر دھول اڑانے اور ملک کی سالمیت کے لیے خطرات پیدا کرنے کے بجائے اس عدالت سے رجوع کرنے کا پُرامن طریقہ اختیار کیا ہے۔

(۲) عدالت کی جانب سے ان درخواستوں کے حوالے سے اطلاع نامے جاری کر کے عوام کو دعوت دی گئی کہ ان میں سے جو بھی چاہے اس بحث میں حصہ لے اور ان سوالات پر قابل اجازت حدود کے اندر اپنے نظریات کا اظہار کرے جو ان درخواستوں میں شامل ہیں۔ یہ عام نوٹس نہ صرف ملک کے بڑے بڑے اخبارات میں شائع ہوئے بلکہ انفرادی طور پر ملک میں عدالت کے مشیروں اور اسلامی اسکالروں کو بھی بھیجے گئے۔ ان نوٹسوں کی تعمیل جوابدہ حکومتوں پر بھی کی گئی۔

(۳) ان کے جواب میں متعدد فضلاء ہمارے سامنے پیش ہوئے۔ ان میں صرف علماء اور مذہبی اسکالر ہی نہیں بلکہ ملک کے ایسے ممتاز وکلاء بھی شامل تھے جنہیں قانون کے پیشے میں امتیاز و احترام کا مقام حاصل ہے۔ ان کی آراء سے استفادے اور اسلام آباد، لاہور اور کراچی میں عدالت کے مشیروں کو سننے کے بعد اب ہمیں آئین میں بیان کردہ اپنے حدود کار کے مطابق ان درخواستوں کا فیصلہ کرنا ہے۔ دورانِ سماعت ہم نے اس بات کو پیش نظر رکھا ہے کہ اس بارے میں محتاط رہے ہیں اور اب پھر اسے دہراتے ہیں کہ کسی قانون یا ایسی رسم یا رواج کو، جو قانون کی طاقت رکھتا ہو، قرآن اور سنت کی کسوٹی پر پرکھنے کے معاملے میں وفاقی شرعی

عدالت کا دائرہ اختیار، آئین کے آرٹیکل ۲۰۳-بی شق (سی) کے ذریعے محدود کر دیا گیا ہے جس کی بنا پر "آئین" مسلم شخصی قوانین، ایک مالیاتی قانون اور کسی بھی عدالت کے طریقہ کار کا قانون، ہماری چھان بین کے حدود سے خارج ہیں۔ ہمارے مقصد کے لیے قانون کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"(سی) "قانون" میں ہر ایسی رسم یا رواج شامل ہے جو قانون کا اثر رکھتا ہو مگر اس میں دستور شامل نہیں ہے۔"

(۴) اس لیے یہ بات واضح ہے کہ ایسے معاملات میں جو آئین میں خاص طور پر نظام قانون کے طریقہ کار کے ڈھانچے اور موضوعات سے متعلق ہوں وہ ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہیں اور ایسے معاملات میں ہم کوئی دادرسی کرنے سے قاصر ہیں۔

(۵) یہ استدلال کیا گیا تھا کہ "قرارداد مقاصد" آئین سے بالاتر ہے اور آئین کے اندر اس کی شمولیت' اوپر درج کی جانے والی تعریفی شق میں' اختیار کے استعمال پر عائد کی جانے والی پابندی کو تحلیل کرتی اور آئین سے متعلق امور کو بھی ہمارے سامنے قابلِ فیصلہ بناتی ہے۔ تاہم کیا یہ قرارداد جو اب دستور کا ایک حصہ بن چکی ہے آرٹیکل ۲۰۳ بی کی شق (سی) میں عائد کی جانے والی پابندی کو واقعی ختم کرتی ہے؟ یہ بات ابھی غیر یقینی ہے اور یہ بات بھی کیا یہ قرارداد جو دستور کے تعارفی باب میں شامل ہے' عدالت کے ذریعے کلی طور پر قابلِ نفاذ ہے' بحث طلب ہے۔ مزید یہ کہ یہ دلیل صرف رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ نے' اپنے دلائل کے دوران' اتفاقی طور پر پیش کی تھی۔ چونکہ اس سوال پر کوئی عام نوٹس جاری نہیں کیا گیا اور اس کو گہرائی کے ساتھ پرکھا نہیں جا سکا' اس لیے اس معاملے کو ہم کھلا چھوڑتے ہیں۔

(۶) آخر میں ہمارے لیے صرف وہ قوانین یا ان کے متعلقات رہ جاتے ہیں جو آئین کا حصہ نہیں بلکہ عام قوانین کے کنبے سے تعلق رکھتے ہیں اور جنہیں آئین میں بیان کردہ مقاصد کے حصول کے لیے بنایا گیا ہے۔ اگر یہ قوانین قرآن و سنت کے خلاف پائے جائیں تو ہم انہیں ختم کرنے اور آئینی پابندیوں کے خلاف ورزی کیے بغیر ان میں ایسی اصلاحات تجویز کرنے کا اختیار رکھتے ہیں جن کے ذریعے انہیں شریعت کے تصور کے مطابق ڈھالا جا سکے۔

(۷) ان درخواستوں میں ہمارے مقصد سے متعلق قوانین مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) عوامی نمائندگی کا قانون مجریہ ۱۹۷۶ء
(۲) ایوان ہائے پارلیمان اور صوبائی اسمبلیوں کا (انتخابی) حکم مجریہ ۱۹۷۷ء
(۳) سیاسی جماعتوں کا قانون مجریہ ۱۹۶۲ء

(۸) یہ فیصلہ بحیثیت "عوامی نمائندگی کے قانون" "ایوان ہائے پارلیمان اور صوبائی اسمبلیوں کے (انتخابی) حکم" اور ان کے مختلف حصوں سے بحث کرے گا' جنہیں درخواست گزاروں نے مذکورہ بالا درخواستوں میں چیلنج کیا ہے۔ یہ دونوں قوانین ایک ہی موضوع سے بحث کرتے ہیں' اس لیے انہیں ساتھ ساتھ نمٹایا جا سکتا ہے۔

(۹) اب مناسب ہوگا کہ ان طویل مباحث اور دلائل کا خلاصہ یہاں درج کر دیا جائے جو سماعت کے دوران ہمارے سامنے پیش کیے گئے۔

(۱۰) یہ استدلال کیا گیا کہ پوری انتخابی مہم ایک سرکس یا میلے کے انداز میں چلائی جاتی ہے۔ ہر امیدوار کی پہلی ترجیح اپنی صفات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا اور اپنے حریف امیدوار کی کردار کشی ہوتی ہے۔ منافقت اور فریب کا لبادہ اوڑھے ہوئے امیدوار ڈینگیں ہانک کر شیخیاں بگھار کر' لالچ' دھونس' دھمکی اور جھوٹے وعدوں کے ہتھکنڈے استعمال کر کے' اپنی جھولی میں حتی الامکان زیادہ سے زیادہ ووٹ اکٹھا کرنے کے لیے' ایک ایک ووٹر سے

پر پہنچ کر ووٹروں کا تعاقب کرتا ہے۔ وہ تنخواہ یافتہ کارکنوں کی فوج، حتیٰ کہ بعض اوقات انتخابی مہم کے حربوں میں خصوصی طور پر تربیت یافتہ بیرونی ماہر بھی رکھتا ہے۔ امیدواری کی جھنڈوں، پوسٹروں اور بیج کارڈوں کے ذریعے بڑے پیمانے پر تشہیر کی جاتی ہے۔ مرسیڈیز، پجیرو اور ٹرکوں پر سوار کرائے پر حاصل کیے جانے والے "رضاکاروں" کے جلوس سڑکوں پر محلے محلے اور گاؤں گاؤں نعرے لگاتے ہوئے گشت کرتے ہیں تاکہ اپنے امیدوار کے لیے لوگوں کی حمایت حاصل کر سکیں اور یہ سب کچھ امیدوار کی خواہش کے مطابق اس کے اپنے خرچ پر ہوتا ہے۔ حمایت حاصل کرنے کے لیے علاقائی، قبائلی، فرقہ وارانہ اور ایسے ہی دوسرے تعصبات کو استعمال کیا جاتا ہے بعض اوقات ووٹ خریدنے کے لیے بڑی بڑی رقوم بھی ادا کی جاتی ہیں۔ بوگس ووٹنگ اور ایک ووٹر کی جگہ کسی دوسرے کا جعلی طور پر ووٹ ڈالنا، انتخابات میں ایک معمول کی بات ہے۔ بالآخر جو سب سے اونچے داؤ لگا کر یہ کھیل کھیلتا ہے، وہ جیت جاتا ہے۔ شریعت کی رو سے بھلا کس طرح ان چیزوں کو جائز قرار دیا جا سکتا ہے اور ایسے آسمان سے سیراب ہونے کے نتیجے میں رونما ہونے والی پیداوار کو آخر کس طرح "امیر" یعنی امتِ مسلمہ کے اعتماد کے اہل اور امین کا مقام دیا جا سکتا ہے (جبکہ قرآن و سنت کے احکام یہ ہیں کہ)

....." اور ازراہ غرور لوگوں سے گال نہ پھلانا اور زمین میں اکڑ کر نہ چلنا کہ خدا کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا۔" (سورہ ۳۱ : ۱۸)

....." اور خدا ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) تکبر کرنے اور بڑائی جتانے والے کو دوست نہیں رکھتا" (سورہ ۴ : ۳۶)

....." اے ایمان والو! خدا کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور خدا سے ڈرتے رہو، کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔" (سورہ ۵ : ۸)

..... حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میرے ساتھ میرے دو چچا زاد بھائی تھے۔ ان میں سے ایک بولا۔ یا رسول اللہ! جو ملک اللہ نے آپ کو دیے ہیں ان میں سے کسی ملک کی حکومت ہمیں دے دیجئے اور دوسرے نے بھی یہی کہا۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم ہم کسی کو اس امر کا حاکم نہیں بناتے جو اس حکومت کی درخواست کرے اور نہ اس کو جو اس کی حرص کرے۔

(بحوالہ صحیح مسلم۔ ج ۲ ص ۲۳)

..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم سب میں زیادہ جھوٹا ہمارے نزدیک وہی ہے جو حکومت طلب کرے۔ (ابوداؤد۔ ج ۲، ص ۴۵۸)

..... ہم اس کو عامل مقرر نہیں کرتے جو اس کا ارادہ کرے (کنز العمال۔ ج ۶ ص ۴۷، حدیث نمبر ۱۴۷۵۸ طبع بیروت)

(۱۱) دورانِ بحث کہا گیا کہ یہ قانون عہدے اور منصب کو شکار کرنے اور اسے جائز اور ناجائز ذرائع سے حاصل کرنے کے رجحان کو دبانے کے بجائے اس رجحان کی

حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ جلتی پر تیل چھڑکنے کے لیے انتخابات پر بھاری رقوم کے خرچ کو "انتخابی مصارف" کا نام دے کر قانونی طور پر جائز قرار دے دیا گیا ہے۔ نتیجتاً تجوری اور تشہیر، چور بازاری، منشیات اور بلیک میلنگ کا کاروبار کرنے والوں کی کامیابی کو یقینی بنانے کے لیے طاقت ور ترین ہتھیار ثابت ہوتے ہیں۔ امانت دار، راست باز اور خدا ترس لوگ ایسے کھیل میں قسمت آزمائی کے لیے شریک نہیں ہو سکتے۔ یہ پورے کا پورا سیکولرزم اور نظام کلی طور پر اسلام کے احکام کے خلاف ہے۔

(۱۲) ایک سابقہ مقدمے کا حوالہ بھی دیا گیا جس میں مرحوم جسٹس بی۔ زیڈ۔ کیکاؤس اور دیگر افراد نے اس وقت کی وفاقی شرعی عدالت کے سامنے ایسے ہی اعتراضات اٹھائے تھے اور عدالت کے اس وقت کے سربراہ نے اپنے فیصلے میں اس سلسلے میں بعض سفارشات پیش کی تھیں۔ یہ فیصلہ پی ایل ڈی ۱۹۸۱ء، ایف سی ایس (مسٹر بی۔ زیڈ۔ کیکاؤس بنام وفاقی حکومت پاکستان) میں درج ہے۔

(۱۳) یہاں وفاقی شرعی عدالت کے اس وقت کے سربراہ جناب جسٹس صلاح الدین احمد کے فیصلے کا ایک اقتباس پیش کرنا مفید ہوگا۔ فاضل جج نے عوامی نمائندگی کے قانون نمبر ۸ کے حوالے سے یہ تبصرہ کیا۔

"اس سوال کا ایک اور پہلو بھی ہے جو غور و خوض کا متقاضی ہے۔ پارلیمنٹ کو آئین کے آرٹیکل ۶۲۔ ڈی، ۶۳ (۱) (ای) اور ۱۱۳ کے تحت اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے ان فرائض اور ذمہ داریوں کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے جو آئین اور اسلامی احکام کی رو سے اس پر عائد ہوتی ہیں۔ آئین میں دیے گئے یہ امور پارلیمنٹ کو مقننہ کے ارکان کی اہلیت اور نااہلی کی شرائط میں اضافے کے لیے ایک صوابدیدی اختیار فراہم کرتے ہیں جبکہ "ایوان ہائے پارلیمان اور صوبائی اسمبلیوں کا (انتخابی) حکم مجریہ ۱۹۷۳ء" اور "عوامی نمائندگی کا قانون مجریہ ۱۹۷۶ء" وضع کرتے وقت، پارلیمان آئین اور اسلامی احکام کے تحت عائد ہونے والے ان فرائض اور ذمہ داریوں کو یاد رکھنے میں ناکام رہی ہے، جیسا کہ ابھی واضح ہوگا۔ قومی اسمبلی اور سینیٹ کا کام قانون سازی ہے۔ آئین، پالیسی سازی کے اصول فراہم کرتا ہے۔ آئین کے آرٹیکل ۲۹ کی رو سے، ریاست کے ہر عضو اور ادارے اور ہر شخص کی جو ریاست کے کسی عضو یا ادارے کی جانب سے فرائض انجام دے رہا ہو، یہ ذمہ داری ہے کہ جہاں تک یہ اصول اس کے ادارے کے وظائف سے متعلق ہیں، وہ ان کے مطابق عمل کرے۔ آرٹیکل ۳۰ کے تحت یہ فیصلہ کرنا کسی بھی عضو ریاست یا اس کی جانب سے فرائض انجام دینے والے شخص کی ذمہ داری ہے کہ دونوں میں سے کسی کی طرف سے بھی کیا جانے والا کوئی بھی اقدام آیا پالیسی کے اصولوں کے مطابق ہے؟ آرٹیکل ۳۱ کی رو سے مسلمانان پاکستان کو انفرادی اور اجتماعی طور پر، اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق، اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کے قابل بنانے کے لیے اقدامات کیے جانے چاہئیں اور انہیں ایسی سہولتیں فراہم کی جانی چاہئیں جن کے ذریعے وہ قرآن و سنت کے مطابق زندگی کے مفہوم کو سمجھ سکیں"۔

(۱۴) اس فیصلے کے بعد دستوری ترمیم کی گئی اور آئین کے آرٹیکل ۶۲، ۶۳ اور ۱۱۳، ۱۹۸۵ء کے صدارتی حکم نمبر ۱۴ سے بدل دیے گئے اور اسے ۲ مارچ ۱۹۸۵ء سے مؤثر قرار دیا گیا۔ وفاقی اور صوبائی قانون ساز اداروں کے ارکان کی اہلیت اور نااہلی کی شرائط کا تعین از سر نو کیا گیا۔ آئین کے آرٹیکل ۶۲ اور ۶۳ اب ان امیدواروں کی شرائط اہلیت کے بارے میں واضح طور پر بتاتے ہیں جنہیں ایوان ہائے پارلیمان اور صوبائی

قانون ساز اسمبلیوں کے انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ (ملاحظہ کیجئے آرٹیکل ۱۱۳ دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان)

(۱۵) اس مرحلہ پر ان آرٹیکلز کو یہاں بالتفصیل نقل کردینا مناسب ہوگا۔

۶۲۔ کوئی شخص مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا رکن منتخب ہونے یا چُنے جانے کا اہل نہیں ہوگا اگر۔۔

(الف) وہ پاکستان کا شہری نہ ہو۔

(ب) وہ قومی اسمبلی کی صورت میں پچیس سال سے کم عمر کا ہو اور اس اسمبلی میں کسی مسلم یا غیر مسلم نشست کے لیے، جیسی بھی صورت ہو، انتخاب کے لیے انتخابی فہرست میں ووٹر کی حیثیت سے درج نہ ہو۔

(ج) وہ سینیٹ کی صورت میں تیس سال سے کم عمر کا ہو اور کسی صوبے میں کسی علاقے میں یا جیسی بھی صورت ہو، وفاقی دارالحکومت یا وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات میں جہاں سے وہ رکنیت چاہتا ہو بطور ووٹر درج نہ ہو۔

(د) وہ اچھے کردار کا حامل نہ ہو اور عام طور پر احکام اسلام سے انحراف میں مشہور ہو۔

(ہ) وہ اسلامی تعلیمات کا خاطر خواہ علم نہ رکھتا ہو اور اسلام کے مقرر کردہ فرائض کا پابند نیز کبیرہ گناہوں سے مجتنب نہ ہو۔

(و) وہ سمجھدار، پارسا نہ ہو اور فاسق ہو اور ایماندار اور امین نہ ہو۔

(ز) کسی اخلاقی پستی میں ملوث ہونے یا جھوٹی گواہی دینے کے جرم میں سزا یافتہ ہو۔

(ح) اس نے قیام پاکستان کے بعد ملک کی سالمیت کے خلاف کام کیا ہو یا نظریۂ پاکستان کی مخالفت کی ہو۔

مگر شرط یہ ہے کہ پیرا (د) اور (ہ) میں مصرحہ نااہلیوں کا کسی ایسے شخص پر اطلاق نہیں ہوگا جو غیر مسلم ہو لیکن ایسا شخص اچھی شہرت کا حامل ہوگا، اور

(ط) وہ ایسی دیگر اہلیتوں کا حامل نہ ہو جو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ایکٹ کے ذریعے مقرر کی گئی ہوں۔

۶۳۔ (۱) کوئی شخص مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے رکن کے طور پر منتخب ہونے یا چُنے جانے اور رکن رہنے کے لیے نااہل ہوگا، اگر۔۔۔۔۔۔

(الف) وہ فاترالعقل ہو اور کسی مجاز عدالت کی طرف سے ایسا قرار دیا گیا ہو، یا

(ب) وہ غیر بریت یافتہ دیوالیہ ہو، یا۔۔۔

(ج) وہ پاکستان کا شہری نہ رہے اور کسی بیرونی ریاست کی شہریت حاصل کرے، یا۔۔۔

(د) وہ پاکستان کی ملازمت میں کسی منفعت بخش عہدے پر فائز ہو ما سوائے ایسے عہدے کے جسے قانون کے ذریعے ایسا عہدہ قرار دیا گیا ہو جس پر فائز شخص نااہل نہیں ہوتا، یا۔۔۔

(ہ) اگر وہ کسی ایسی آئینی ہیئت کی ملازمت میں ہو جو حکومت کی ملکیت یا اس کے زیر نگرانی ہو یا جس میں حکومت تعدیلی حصہ یا مفاد رکھتی ہو، یا۔۔۔

(و) شہریت پاکستان ایکٹ، ۱۹۵۱ء (نمبر ۲ بابت ۱۹۵۱ء) کی دفعہ ۱۴ ب کی وجہ سے پاکستان کا شہری ہوتے ہوئے اسے فی الوقت آزاد جموں و کشمیر کی قانون ساز اسمبلی کا رکن منتخب ہونے کا نااہل قرار دے دیا گیا ہو، یا۔۔۔

(ز) وہ کسی ایسی رائے کی تشہیر کر رہا ہو یا کسی ایسے طریقے پر عمل کر رہا ہو جو نظریہ پاکستان یا پاکستان

کے اقتدار اعلیٰ، سالمیت یا سلامتی یا اخلاقیات یا امن عامہ کے قیام یا پاکستان کی عدلیہ کی دیانت داری یا آزادی کے لیے مضر ہو یا جو پاکستان کی مسلح افواج یا عدلیہ کو بدنام کرے یا اس کی تضحیک کا باعث ہو؛ یا۔۔۔

(ح) اسے کسی ایسے جرم کے لیے سزایابی پر جس میں چیف الیکشن کمشنر کی رائے میں اخلاقی پستی ملوث ہو، کم از کم دو سال کے لیے قید کی سزا دی گئی ہو، تاوقتیکہ اس کی رہائی کو پانچ سال کی مدت نہ گزر چکی ہو؛ یا۔۔۔

(ط) اسے پاکستان کی ملازمت سے غلط روی کی بنا پر برطرف کر دیا گیا ہو، تاوقتیکہ اس کی برطرفی کو پانچ سال کی مدت نہ گزر گئی ہو؛ یا۔۔۔

(ی) اسے پاکستان کی ملازمت سے غلط روی کی بنا پر ہٹا دیا گیا ہو یا جبری طور پر فارغ خدمت ہونے کو تین سال کی مدت نہ گزر گئی ہو؛ یا۔۔۔

(ک) وہ پاکستان کی یا کسی آئینی ہیئت یا کسی ایسی ہیئت کی جو حکومت کی ملکیت یا اس کے زیر نگرانی ہو یا جس میں حکومت تعدیلی حصہ یا مفاد رکھتی ہو، ملازمت میں رہ چکا ہو، تاوقتیکہ اس کی مذکورہ ملازمت ختم ہوئے دو سال کی مدت نہ گزر گئی ہو؛ یا۔۔۔

(ل) اسے فی الوقت نافذ العمل کسی دیگر قانون کے تحت کسی بدعنوانی یا غیر قانونی حرکت کا مجرم قرار دیا جائے تاوقتیکہ اس تاریخ کو جس پر مذکورہ حکم مؤثر ہوا ہو پانچ سال کا عرصہ نہ گذر گیا ہو؛ یا۔۔۔

(م) وہ سیاسی جماعتوں کے ایکٹ ۱۹۶۲ء (نمبر ۳ بابت ۱۹۶۲ء) کی دفعہ ۷ کے تحت سزایاب ہو چکا ہو، تاوقتیکہ مذکورہ سزایابی کو پانچ سال کی مدت نہ گزر گئی ہو؛ یا۔۔۔

(ن) وہ خواہ بذات خود یا اس کے مفاد میں یا اس کے فائدے کے لیے یا اس کے حساب میں یا کسی ہندو غیر منقسم خاندان کے رکن کے طور پر کسی شخص یا اشخاص کی جماعت کے ذریعے کسی معاہدے میں کوئی حصہ یا مفاد رکھتا ہو جو انجمن امداد باہمی اور حکومت کے درمیان کوئی معاہدہ نہ ہو جو حکومت کو مال فراہم کرنے کے لیے اس کے ساتھ کیے ہوئے کسی معاہدے کی تکمیل یا خدمات کی انجام دہی کے لیے ہو۔

مگر شرط یہ ہے کہ اس پیرے کے تحت نااہلیت کا اطلاق کسی شخص پر نہیں ہوگا۔

(اول) جبکہ معاہدے میں حصہ یا مفاد اس کو وراثت یا جانشینی کے ذریعے یا موصی لہٗ، وصی یا مہتمم ترکہ کے طور پر منتقل ہوا ہو جب تک اس کو اس کے اس طور منتقل ہونے کے بعد چھ ماہ کا عرصہ نہ گزر جائے۔

(دوم) جبکہ معاہدہ کمپنیات آرڈیننس ۱۹۸۴ء (نمبر ۴۷ مجریہ ۱۹۸۴ء) میں تعریف کردہ کسی ایسی کمپنی عامہ نے کیا ہو یا اس کی طرف سے کیا گیا ہو جس کا وہ حصہ دار ہو لیکن کمپنی کے تحت کسی منفعت بخش عہدے پر فائز، مختار یا انتظامی نہ ہو؛ یا۔۔۔

(سوم) جبکہ وہ ایک غیر منقسم ہندو خاندان کا فرد ہو اور اس معاہدے میں، جو خاندان کے کسی فرد نے علیحدہ کاروبار کے دوران کیا ہو، کوئی حصہ یا مفاد نہ رکھتا ہو؛ یا۔۔۔

(تشریح) اس آرٹیکل میں "مال" میں زرعی پیداوار یا جنس جو اس نے کاشت یا پیدا کی ہو یا ایسا مال شامل نہیں ہے جسے فراہم کرنا اس پر حکومت کی ہدایت یا فی الوقت نافذ العمل کسی قانون کے تحت فرض یا

وہ اس کے لیے پابند ہو۔

(س) وہ پاکستان کی ملازمت میں حسب ذیل عہدوں کے علاوہ کسی منفعت بخش عہدے پر فائز ہو یعنی...

(اول) کوئی عہدہ جو ایسا کل وقتی عہدہ نہ ہو جس کا معاوضہ یا تو تنخواہ کے ذریعے یا فیس کے ذریعے ملتا ہو۔

(دوم) نمبردار کا عہدہ خواہ اس نام سے یا کسی دوسرے نام سے موسوم ہو۔

(چہارم) کوئی عہدہ جس پر فائز شخص مذکورہ عہدے پر فائز ہونے کی وجہ سے کسی فوج کی تشکیل یا قیام کا حکم وضع کرنے والے کسی قانون کے تحت فوجی تربیت یا فوجی ملازمت کے لیے طلب کیے جانے کا مستوجب ہو یا...

(ع) اسے فی الوقت نافذ العمل کسی قانون کے تحت مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا کسی صوبائی اسمبلی کے رکن کے طور پر منتخب ہونے یا چنے جانے کے لیے نااہل قرار دے دیا گیا ہو۔

(۲) اگر کوئی سوال اٹھے کہ آیا مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا کوئی رکن رکن رہنے کے لیے نااہل ہو گیا ہے تو سپیکر یا جیسی بھی صورت ہو چیئرمین اس سوال کو فیصلہ کے لیے چیف الیکشن کمشنر کو بھیجے گا اور اگر چیف الیکشن کمشنر کی یہ رائے ہو کہ رکن نااہل ہو گیا ہے تو وہ رکن نہیں رہے گا اور اس کی نشست خالی ہو جائیگی۔

۱۱۳۔ آرٹیکل ۶۲ اور ۶۳ میں مندرج قومی اسمبلی کی رکنیت کے لیے اہلیت اور نااہلیت کا کسی صوبائی اسمبلی کے لیے بھی اسی طرح اطلاق ہو گا گویا کہ اس میں "قومی اسمبلی" کا حوالہ "صوبائی اسمبلی" کا حوالہ ہو۔"

(۱۶) رکنیت کی اہلیت اور عدم اہلیت کی بیشتر الفاظ ایوان ہائے پارلیمان اور صوبائی اسمبلیوں کے (انتخابات) حکم مجریہ ۱۹۷۷ء" کے آرٹیکل ۱۰ اور ۱۱ "۱۹۷۷ء کے صدارتی حکم نمبر ۵" اور "عوامی نمائندگی کے قانون مجریہ ۱۹۷۶ء" کی دفعہ ۹۹ میں بھی دہرائی گئی ہیں۔

(۱۷) درخواست گزاروں کی طرف سے آئین کے آرٹیکل ۶۲ کے ان ابتدائی الفاظ پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ "کوئی شخص مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا رکن منتخب ہونے یا چنے جانے کا اہل نہیں ہوگا اگر

(الف) ....

(ب) ....

(ج) ....

(د) وہ اچھے کردار کا حامل نہ ہو اور عام طور پر احکام اسلام سے انحراف میں مشہور ہو۔

(ہ) وہ اسلامی تعلیمات کا خاطر خواہ علم نہ رکھتا ہو اور اسلام کے مقرر کردہ فرائض کا پابند نیز کبیرہ گناہوں سے مجتنب نہ ہو۔

(و) وہ سمجھدار، پارسا نہ ہو اور فاسق ہو اور ایماندار اور امین نہ ہو۔

(ز) کسی اخلاقی پستی میں ملوث ہونے یا جھوٹی گواہی دینے کے جرم میں سزا یافتہ ہو۔

(ح) اس نے قیام پاکستان کے بعد ملک کی سالمیت کے خلاف کام کیا ہو یا نظریہ پاکستان کی مخالفت کی ہو۔"

(۱۸) یہ دلیل دی گئی کہ رکن شوریٰ میں یہ صفات لازماً"...... موجود ہونی چاہئیں۔ کسی امیدوار کی طرف سے اپنے آپ کو ان صفات کا (اعلیٰ یا ادنیٰ درجہ میں) حامل ثابت کرنے میں ناکامی، پہلے ہی قدم پر اسے انتخابی عمل سے الگ کر دے گی اور یہ سوال ہی ختم ہو جائے گا کہ وہ کسی انتخابی نشست کے لیے مقابلہ کرنے کا اہل ہے۔

۱۹ دلائل کا اصل زور اس پر تھا کہ "عوامی نمائندگی کا قانون" اور "ایوان ہائے پارلیمان اور صوبائی اسمبلیوں کا انتخابی حکم" کسی بھی مرحلے پر کوئی ایسا نظام فراہم کرنے میں ناکام ہیں جس کے ذریعے آئین کے آرٹیکل ۶۲، ۶۳ اور ۱۱۳ میں دی گئی ہدایات کے تقاضوں کو مؤثر طور پر پورا کیا جا سکے۔ اس ناکامی نے ان آرٹیکلز کو عملاً بے جان بنا دیا ہے اور ناپسندیدہ افراد کے لیے شوریٰ میں پہنچنے کا راستہ مہیا کر دیا ہے۔ اس کے نتیجے میں ایسے افراد کا اجتماع وجود میں آتا ہے جو سورۂ نساء کی آیت ۵۸ کے بالکل برعکس ہوتے ہیں۔ آرٹیکل ۶۲ اور ۶۳ کے تقاضوں کو پورا کیے بغیر "دارالندوہ" (مشرکین مکہ کی مجلس مشاورت) جیسی کوئی چیز تو بن سکتی ہے مگر "دارالارقم" (نبی اکرمؐ اور صحابہؓ کی مشاورت گاہ) جیسی شوریٰ جس کا تصور اسلام پیش کرتا ہے وجود میں نہیں آ سکتی۔ شریعت کی مطلوبہ صفات سے جنہیں بڑی حد تک آرٹیکل ۶۲ اور ۶۳ میں یکجا کر دیا گیا ہے محروم ارکان جو زندگی کے کسی بھی نظریے کے حامل اور کسی بھی دوسرے نظام کی قدروں کے مداح ہو سکتے ہیں یقیناً شریعت کے مقرر کردہ معیار پر پورے نہیں اتر سکتے۔ اس پورے قانون کو شروع سے آخر تک پڑھ جائیے کہیں بھی کوئی ایسی گنجائش نہیں ملے گی جس سے امیدواروں کی چھان پھٹک ممکن ہو سکے۔

(۲۰) دورانِ بحث کہا گیا کہ آئین کے آرٹیکل ۶۲ اور ۶۳ کو عوامی نمائندگی کے قانون کی دفعہ ۱۴ کے ساتھ ملا کر بھی پڑھا جائے تب بھی صورتِ حال میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور حقیقت ان دونوں قوانین کا موضوعاتی مواد ہی ایک دوسرے سے میل نہیں کھاتا۔

(۲۱) درخواست گزاروں کی طرف اس دعوے کے ثبوت کے طور پر کہ اعتماد صرف ان لوگوں پر ظاہر کیا جانا چاہیے جو اس پر پورا اترنے کی اہلیت رکھتے ہوں اور یہ کہ اقتدار کے بھوکے افراد کو مسترد کر دینا چاہیے اور صرف ان لوگوں کو چنا جانا چاہیے جو منصب کے اہل ہوں۔ مندرجہ ذیل قرآنی آیات اور احادیث نبویؐ پیش کی گئیں۔

خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے سپرد کر دیا کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔ خدا تمہیں بہت خوب نصیحت کرتا ہے۔ بے شک خدا سنتا اور دیکھتا ہے۔ (سورۃ النساء - ۵۸)

هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون

کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں بے علموں کے برابر ہو سکتے ہیں۔ (۳۹۔ الزمر - ۹)

المستشار مؤتمن۔ جس سے مشورہ لیا جائے اسے امانت دار ہونا چاہیے۔ (سنن ابی داؤد باب فی المشورہ - ج ۲/۳۳۳ - بیروت)

(۲۲) نااہل لوگوں کو کوئی انتخابی عہدہ سپرد کر دینے کے جو نتائج ہو سکتے ہیں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں بیان کیے گئے ہیں۔

"حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں (ایک دن) نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں لوگوں سے کچھ بیان کر رہے تھے اسی حالت میں ایک اعرابی آپ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا۔ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا جب وقت امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اس نے پوچھا کہ۔ امانت کا ضائع کرنا کس طرح ہو گا؟ آپ نے فرمایا جب کام نااہل لوگوں کے سپرد کیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

(بخاری شریف۔ جلد اوّل۔ ص۱۱)

(۲۳) عوامی نمائندگی کے قانون کی دفعہ ۱۴ کا حوالہ پیش کرتے ہوئے استدلال کیا گیا کہ یہ قانون اگر کچھ کرتا ہے

تو وہ صرف آئین کے آرٹیکل ۶۲ اور ۶۳ کے نفاذ میں رکاوٹ پیدا کرنا ہے۔ امیدوار کی اہلیت کے تعین کے سلسلے میں ریٹرننگ افسر کی مدد کے لیے لوگوں کو مدعو کرنے کے بجائے، اس آرٹیکل کو "اسکروٹنی" کا عنوان دے کر انہیں "شہادتِ حق" کی ذمہ داری کو ادا کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ اس چھان بین کے دوران ہونے والی کارروائی کی نوعیت قطعی سرسری ہوتی ہے۔ یہ صرف دفعہ ۱۳ کے تحت زرِ ضمانت کے سوال اور دفعہ ۱۲ میں دی گئی چند دوسری غیر اہم دفعات تک محدود ہے۔ دفعہ ۱۴ ذیل میں نقل کی جا رہی ہے۔

"۱۴۔ اسکروٹنی ...... (۱) امیدوار، اس کے الیکشن ایجنٹس، مجوزین اور موئدین اور امیدواروں کی طرف سے اس سلسلے میں اجازت یافتہ ایک اور شخص سمیت یہ تمام لوگ کاغذات نامزدگی کی جانچ پڑتال کے دوران حاضر رہ سکتے ہیں اور ریٹرننگ افسر انہیں ان تمام کاغذات نامزدگی کی چھان بین کے لیے مناسب موقع دے سکتا ہے جو دفعہ ۱۲ کے تحت اس کے سپرد کیے گئے ہوں۔

(۲) ان افراد کی موجودگی میں جنہیں ذیلی دفعہ (۱) کے تحت چھان بین کے دوران حاضر رہنے کی اجازت ہے، ریٹرننگ افسر کاغذات نامزدگی کی جانچ پڑتال اور کسی نامزدگی پر ایسے کسی شخص کی طرف سے ہونے والے اعتراض کا فیصلہ کرے گا۔

(۳) ریٹرننگ افسر خود اپنی تحریک یا کسی کی نشاندہی پر اس سرسری تفتیش کو جس طرح مناسب سمجھے گا، انجام دے سکے گا اور کاغذات نامزدگی کو مسترد کر سکے گا اگر وہ مطمئن ہو کہ۔

(الف) امیدوار بحیثیت رکن منتخب ہونے کا اہل نہیں ہے۔

(ب) مجوز یا موئد کاغذ نامزدگی پر دستخط کرنے کی مطلوبہ شرائط پوری نہیں کرتے (اضافہ بذریعہ حکم ۱۴ مجریہ ۱۹۸۸ء)

(ج) دفعہ ۱۲ یا دفعہ ۱۳ کی کوئی شرط پوری نہیں کی گئی ہے۔ یا

(د) مجوز یا موئد کے دستخط اصلی نہیں ہیں (اضافہ بذریعہ حکم ۱۴ مجریہ ۱۹۸۸ء)...... تاہم ..... (۱) ایک کاغذ نامزدگی مسترد کر دیے جانے سے کسی امیدوار کی دوسرے کاغذ نامزدگی کی رو سے جائز قرار پانے والی نامزدگی مسترد نہیں ہوگی۔ (۲) ریٹرننگ افسر کسی کاغذ نامزدگی کو کسی ایسے نقص کے سبب جو بنیادی نوعیت کا نہ ہو، مسترد نہیں کرے گا۔ نام، انتخابی فہرست کے نمبر شمار اور امیدوار (یا مجوز یا موئد) کے دوسرے کوائف سمیت نیز نقائص میں چھوٹ دے سکے گا جو بعد میں درست کیے جا سکتے ہوں۔ (حکم ۱۴۔ ۱۹۸۸ء)

(۳) ریٹرننگ افسر انتخابی فہرست کے مندرجات کے درست اور جائز ہونے کی تحقیق کرے گا لیکن کاغذ نامزدگی کو انتخابی فہرست میں درج کسی ایسی بات کی بنیاد پر جس میں واضح غلطی یا نقص ہو، مسترد نہیں کرے گا۔

(۴) ریٹرننگ افسر ہر کاغذ نامزدگی پر منظور یا مسترد کرنے سے متعلق اپنا فیصلہ درج کرے گا اور مسترد کرنے کی صورت میں مختصراً اس کا سبب بھی تحریر کرے گا۔

(۵) ذیلی دفعہ (۴) کے تحت ریٹرننگ افسر کے فیصلے کے خلاف کمشنر کے سامنے جو ہائی کورٹ کا چیف جسٹس ہوگا، اپیل کی جا سکے گی (کمشنر کے مشورے سے نامزد کردہ ہائی کورٹ کے جج کے سامنے بھی یہ اپیل کی جا سکے گی۔ (بحوالہ حکم ۱۴۔ ۱۹۸۸ء) اور کمیشن کی جانب سے اعلان کردہ وقت کے اندر سرسری

سماعت کے بعد فیصلہ کر کے حکم جاری کر دیا جائے گا جو حتمی ہو گا۔

(۶) ایسی اپیل جو ذیلی دفعہ میں بیان کردہ مدت کے دوران نہ نپٹے، مسترد شدہ سمجھی جائے گی۔

(۷) ذیلی دفعہ ۵ کے تحت کسی اپیل کی سماعت کے لیے ریڈیو، ٹیلی وژن یا اخبارات کے ذریعے کیے جانے والا دن اور وقت کا اعلان، دن اور وقت کے تعین کی اطلاع کے لیے کافی تصور کیا جائے گا۔

(۲۴) جانچ پڑتال کے مرحلے پر کسی مسلمان کو حاضر ہونے اور شہادت دینے سے روکنا، دراصل اسے ایسے تمام امیدواروں کے بارے میں آزادانہ اظہار رائے کے حق سے محروم کرنا ہے جو پانچ سال کی مدت کے لیے اس کے حلقہ انتخاب کی نمائندگی کے لیے منتخب کیے جا سکتے ہیں۔ کسی مسلمان کے لیے ایسی چھان بین کے دروازے بند کر دینے کا مطلب قرآن اور سنت کے درج ذیل احکام کی خلاف ورزی ہو گا۔

...! اے ایمان والو! خدا کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور خدا سے ڈرتے رہو، کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔ (سورہ ۵: ۸)

... اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور خدا کے لیے سچی گواہی دو، خواہ اس میں تمہارا، یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو۔ اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو خدا ان کا خیر خواہ ہے۔ تو تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا۔ اگر تم پیچ دار شہادت دو گے یا شہادت سے بچنا چاہو گے تو جان رکھو کہ خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

(سورہ ۴: ۱۳۵)

... شہادت کو مت چھپانا، جو اس کو چھپائے گا وہ دل کا گنہگار ہو گا اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔ (سورہ ۲: ۲۸۳)

(۲۵) ہم یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے کہ عوامی نمائندگی کے قانون کی دفعہ ۱۴، جو امیدوار کی اہلیت کو باضابطہ طور پر جانچنے پرکھنے کے لیے کوئی مناسب بندوبست اور سہولت فراہم نہیں کرتی اور انتخاب کرنے والے یعنی ووٹر کو چھان بین کے اس پورے عمل سے باہر رکھتی ہے، قرآن پاک اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے۔

(۲۶) آخر میں اس بات پر زور دیا گیا کہ یہ قانون عام انتخابات کے مرحلے میں، جہاں علاقے کے ووٹروں کے سامنے (جن کی تعداد دو لاکھ یا اس سے زائد ہوتی ہے) صرف یہ چھوٹا سا سوال ہوتا ہے کہ متعدد امیدواروں کے مجموعے میں سے کون کامیاب ہونے کی صورت میں ان کے لیے مفید ثابت ہو گا یا کوئی بھی نہیں ہو گا۔۔۔ نااہل لوگوں کے اوپر آنے کا راستہ صاف کرتا ہے۔ ووٹر جس معاشرے سے تعلق رکھتا ہے اس کے سماجی اور تعلیمی حالات کے پیش نظر، اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ایک ایسا شخص جس کی اہلیت صرف یہ ہے کہ وہ اس دنیا میں ۱۸ سال یا اس سے زائد عرصہ سے زندگی بسر کر رہا ہے، اپنی ذاتی پسند یا ناپسند کے سوا کسی اور چیز کو اپنے فیصلے کی بنیاد بنائے گا یا اس کی رائے کو متاثر کرنے کے لیے، دولت اور پروپیگنڈے کے بل پر جو انتخابی مہم چلائی جاتی ہے، اس کی پیدا کردہ کشمکش اور دباؤ کے باوجود وہ کسی دیانت دار امیدوار کا انتخاب کر سکے گا۔ مزید یہ کہ ووٹر کے پاس نہ اتنا وقت ہوتا ہے نہ اسے ایسے ذرائع حاصل ہوتے ہیں جن سے وہ کسی نشست کے

لیے مقابلہ کرنے والے تمام امیدواروں کی اہلیت کے بارے میں ضروری متعلقہ معلومات جمع کر سکے۔ یہ کتنا قطعی غیر معقول ہوگا کہ بالغ رائے دہی کے نظام میں ایک ایسے بیمار معاشرے سے تعلق رکھنے والا نوجوان، جہاں مطالعہ کا شوق رکھنے والے خال خال پائے جاتے ہیں اور خواندگی کا تناسب بمشکل ۲۵ فی صد ہے، کسی ایسے انتہائی مہارت کے حامل فورم کا بدل ہو سکتا ہے جس کا مقصد شوریٰ جیسے ادارے کی رکنیت کے امیدواروں کی صفات اور صلاحیتوں سے متعلق پیچیدہ سوالات کی مثبت شواہد اور ثبوت کی بنیاد پر تحقیق کرنا ہو۔

(۱۴) اس سلسلے میں حضرت عمرؓ کا طریقہ جس پر انہوں نے اپنی شہادت سے پہلے عمل کیا، پیش کیا گیا۔ اس کی تفصیلات یوں بیان کی گئیں کہ اپنی وفات سے کچھ پہلے خلیفہ نے ایسے چھ اصحابؓ کی ایک فہرست بنائی جو اپنی خدا ترسی اور دیانت و امانت کے حوالے سے انتہائی اچھی شہرت اور امارت کے لیے متعین بنیادی اوصاف کے پوری طرح حامل تھے۔ خلیفہ کا انتخاب اس فہرست میں سے ہونا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ہدایت کی کہ ان ناموں پر عام لوگوں کے سامنے بات کی جائے اور رائے عامہ کا رجحان معلوم کیا جائے۔ اس طرح سے وہ یہ جاننا چاہتے تھے کہ ان چھ مجوزہ اصحاب میں جن میں سے کوئی بھی اس منصب کے حوالے سے اپنے اندر کوئی کمی نہیں رکھتا تھا، کون عام لوگوں میں سب سے زیادہ مقبول ہے۔ اس واقعے کو قدرے تفصیل سے نقل کر دینا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔

حضرت عمرؓ نے اپنے بعد چھ آدمیوں کو خلیفہ ہونے کے لیے نامزد کیا، جو یہ تھے: حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اور فرمایا ان چھ آدمیوں میں سے ایک کو خلیفہ کے لیے منتخب کیا جائے۔ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد ان چھ آدمیوں میں مشورے ہوتے رہے کہ ان میں سے ایک کو متفقہ طور پر نامزد کر دیا جائے اور باقی اس پر بیعت کر لیں۔ حضرت زبیر بن العوام، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے اپنے نام اپنی خوشی سے واپس لے لیے۔ پھر حضرت عبد الرحمٰن بن عوف سرداروں کی، عام مسلمانوں اور ان کے سرداروں کی رائے کو متفرق اور مجتمع طور پر ایک دو کر اور اجتماعی رنگ میں پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر اکٹھا کرنے لگے، حتیٰ کہ آپ پردہ نشین عورتوں کے پردہ میں ان کے پاس گئے اور مدرسے کے لڑکوں اور مدینہ کی طرف آنے والے سواروں اور بدوؤں سے بھی تین دن اور رات کی مدت میں دریافت کیا، مگر دو اشخاص نے بھی حضرت عثمانؓ بن عفان کے تقدم میں اختلاف نہ کیا۔ فجر کی نماز کے وقت حضرت عبد الرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو اپنے پاس بلایا اور دونوں کے ساتھ مسجد کی طرف چلے گئے اور حضرت عبد الرحمٰنؓ نے وہ عمامہ پہنا ہوا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنایا تھا اور تلوار لٹکائی ہوئی تھی۔ اور الصلوٰۃ جامعۃ کا اعلان کر دیا گیا اور مسجد لوگوں سے بھر گئی حتیٰ کہ لوگوں کے لیے جگہ تنگ ہو گئی اور لوگ ایک دوسرے سے پیوستہ ہو گئے اور حضرت عثمانؓ کو لوگوں کے آخر میں بیٹھنے کی جگہ ملی۔

اس کے بعد حضرت عبد الرحمٰنؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھے اور طویل قیام کیا اور طویل دعا کی جسے لوگوں نے نہیں سنا۔ پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! میں نے پوشیدہ اور اعلانیہ تمہاری آرزو پوچھی ہے اور میں نے تم کو ان آدمیوں کے برابر کسی کو قرار دیتے نہیں دیکھا، یا حضرت علیؓ ہوں یا حضرت عثمانؓ ہوں۔ اے علیؓ میرے پاس آؤ۔ حضرت عبد الرحمٰنؓ نے ان کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا کہ آپ کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے فعل پر بیعت کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا نہیں، بلکہ اپنا

اپنی جدو طاقت پر بیعت کرتا ہوں پھر آپ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ چھوڑ دیا اور فرمایا اے عثمان میرے پاس آؤ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر وہی سوال کیا اور حضرت عثمانؓ نے جواب دیا ہاں اس کے بعد انہوں نے حضرت عثمانؓ کی خلافت کا اعلان کر دیا، اور حضرت علی سمیت سب نے حضرت عثمانؓ پر بیعت کر لی۔"

(خلاصہ تاریخ ابن کثیر اردو ترجمہ ج، صفحہ ۲۸۹ مطبوعہ کراچی)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ نے اس منصب کے لیے بنیادی اور اساسی صلاحیتوں اور اوصاف کی جانچ پڑتال کا معاملہ عام ووٹروں کی صوابدید پر نہیں چھوڑ دیا تھا۔

۲۸ مذکورہ بالا قرآنی احکام کی روح، آئین کے آرٹیکل ۶۲ اور ۶۳ اور اس کے ساتھ عوامی نمائندگی کے قانون کی دفعہ ۹۹ میں بڑی حد تک کھو دی گئی ہے۔

۲۹ یہ بات بڑے پر زور انداز میں کہی گئی کہ آئین میں قرآنی احکام کی شمولیت لیکن ان کے نفاذ کے لیے بنائے جانے والے قانون میں ان قرآنی احکام اور آئینی تقاضوں سے صرف نظر، امت اور شریعت کے ساتھ ایک ظالمانہ مذاق ہے۔ شوریٰ کی تشکیل کا بنیادی فلسفہ امت میں سے بہترین اور سب سے زیادہ مستحق شخص کا انتخاب ہے جو اولوالامر کی حیثیت سے کام کر سکے یا اولوالامر کا مشیر بن سکے۔ لفظ شوریٰ کے لغوی معنی شہد کے چھتے سے شہد نکالنے کے ہیں۔ بھلا شہد کے چھتے کو تباہ و برباد کرنے کے لیے کیڑوں مکوڑوں کے حوالے کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ بنیادی اہمیت کی بات یہ ہے کہ جانچ پڑتال کے مرحلے میں ارکان شوریٰ کے بارے میں پوری تحقیق کی جاتی ہے اور صرف وہ لوگ ایوان مشاورت میں لائے جاتے ہیں جو اس منصب کے لیے پوری طرح موزوں پائے گئے ہوں۔ شوریٰ کو ایسے لائق اور باصلاحیت افراد کا مرکز ہونا چاہیے جن میں سے ہر ایک کو امت کے دو تین لاکھ افراد کی جانب سے قابل اعتماد ہونے کی سند مل چکی ہو۔

۳۰ چونکہ آئین میں پہلے ہی شوریٰ کے امیدواروں کی اہلیت کی یہ شرائط موجود ہیں اور ان کے نفاذ کے لیے طریق کار کے تعین کا معاملہ مقننہ پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ لہٰذا آئین کے تقاضوں کی مؤثر طور پر تکمیل کے لیے متعلقہ قانون میں اس طرح ترمیم ہونی چاہیئے کہ یہ بامعنی ہو سکے۔ ہر امیدوار کی اہلیت کو جانچنے کی خاطر پہلے کھلی عدالت میں تحقیقات کے لیے اعلیٰ عدالتوں کے سابق یا برسرکار ججوں، یونیورسٹیوں کے ماہرین تعلیم اور اسلامی اسکالروں سمیت ممتاز افراد اور معززین پر مشتمل اسکروٹنگ کمیٹی یا ٹریبونل کی تشکیل عمل میں آنی چاہیئے اور جو کوئی بھی شہادت پیش کر کے ٹریبونل یا اسکروٹنگ کمیٹی کی مدد کرنا چاہے، اسے ایسا کرنے سے روکا نہیں جانا چاہیئے۔

۳۱ درخواست گزاروں کا دوسرا حملہ "عوامی نمائندگی کے قانون مجریہ ۱۹۷۶ء" کی دفعہ ۵۲ پر تھا جو اس طرح ہے

"۵۲۔ الیکشن پٹیشن .... (۱) کوئی الیکشن اس وقت تک متنازعہ نہیں کہلائے گا جب تک اس کے بارے میں کسی امیدوار کی طرف سے پٹیشن داخل نہ کی جائے۔"

(۲) سرکاری گزٹ میں کامیاب ہونے والے امیدوار کے نام کی اشاعت کے بعد ساٹھ دن کے اندر اندر الیکشن پٹیشن کمشنر کو، درخواست کے مصارف کے لیے ضمانت کے طور پر شیڈول بنک کی کسی بھی شاخ یا ٹریژری میں متعین کھاتے کے تحت، کمشنر کے نام ایک ہزار روپیہ جمع کرانے کی رسید کے ساتھ پیش کر دینی چاہیئے۔"

۳۲ کہا گیا ہے کہ یہاں پھر اسلامی فکر کی اصل روح کو قتل کر کے مغرب کے سیاسی افکار کے تعفن کو ابھارا گیا ہے۔ منتخب امیدوار کو ووٹروں کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔ ووٹر اس پر اپنے اعتماد کا اظہار کر چکے ہوتے ہیں، لہٰذا ان

کے امین اور معتمد ہونے کی حیثیت سے اسے ہر ایسے شخص کے سامنے جوابدہ ہونا چاہیے جس نے اس پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا ہو لیکن یہ دفعہ اسے صرف اپنے حریف ہی کے مقابل رکھتی ہے کیونکہ صرف وہی اس کے خلاف انتخابی عذرداری داخل کر سکتا ہے۔ آخر ان ووٹروں کے لیے انتخابی نتائج کے تعلق سے کسی کردار کا انکار کیوں کیا جاتا ہے جن کا معتمد ہونے کا یہ امیدوار دعویٰ کرتا ہے اور انہیں اس کے خلاف آواز اٹھانے کے حق سے کیوں محروم کر دیا گیا ہے۔

(۴۳) شروع سے آخر تک اس عمل سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ کہ جیسے یہ دو سیاسی جانوروں کی لڑائی ہو جس میں ووٹروں کے پورے مجمع کا کام محض تماشائی بنے رہنا اور مقابلے کے خاتمے پر صرف اس بات کا اعلان کرنا ہو کہ جیتنے والا کون ہے اور ہارنے والا کون۔ یہ صورت حال اس اصل مقصد ہی کو ختم کر دیتی ہے جس کی خاطر یہ پوری مشق کی جاتی ہے۔ اس طرح امانت اور امین کا معاملہ دو افراد کے درمیان ذاتی لڑائی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

(۴۴) استدلال کیا گیا کہ سامنے آکر بددیانت اور ناپسندیدہ امیدوار کا جو ممکن ہے ناجائز ذرائع اختیار کر کے کامیاب ہو گیا ہو، بے نقاب کرنا ہر ایک کا حق ہونا چاہیے۔ شاطر اور بارسوخ فاتح کے لیے شکست خوردہ امیدوار کو عدالت جانے سے روکنا اور اوں حلقہ انتخاب کے تین لاکھ ووٹروں کے سر پر سوار رہنا زیادہ مشکل نہیں ہوگا۔ آخر ایک ایسے شخص کو ان ووٹروں پر مسلط رہنے کی اجازت کیوں دی جائے جو اسے پسند نہیں کرتے۔

(۴۵) اس لیے ضروری ہے کہ عوامی نمائندگی کے قانون مجریہ ۱۹۷۶ء کی دفعہ ۵۲ میں اس طرح ترمیم کی جانے کہ تمام ووٹروں کو (اس امیدوار کے خلاف عدالتی کارروائی کا) بھرپور موقع مل سکے جو ان کے ٹکٹ پر پارلیمنٹ کے ایوان میں جا پہنچا ہو۔ کوئی امیدوار الیکشن پر اعتراض کرے یا نہ کرے، وہ انتخابی عذرداری داخل کرے یا نہ کرے، اس بات کو یقینی بنانا بہرحال ووٹر کا حق ہے کہ اس کی نمائندگی ایک دیانتدار آدمی کی جانب سے کی جا رہی ہے جس نے انتخاب بوگس ووٹنگ، ناجائز طریقوں یا اپنے حریفوں کے خلاف سازش کر کے نہیں بلکہ جائز ذرائع سے جیتا ہے۔ ہر ووٹر کو یہ حق مہیا کیے بغیر یہ دفعہ قرآن اور سنت کے خلاف رہے گی۔

(۴۶) اس دلیل کا دوسرا پہلو یہ تھا کہ ارکان شوریٰ کو جنہیں ان ووٹروں کا امین ہونے کی حیثیت حاصل ہے جنہوں نے انہیں اوپر بھیجا ہے مستقل طور پر اپنے رائے دہندگان کی نگرانی میں رہنا اور اپنے ہر اقدام کے لیے ان کے سامنے جوابدہ ہونا چاہیے۔ کسی بھی وقت جب کوئی رکن کوئی غلط قدم اٹھائے تو ووٹر کو اسے کھینچ کر اس سے وضاحت طلب کرنے کے قابل ہونا چاہیے۔ یہ اختیار غیر محتاط اور رکھ ٹھڈے ارکان شوریٰ کے لیے ایک رکاوٹ اور سب کے لیے ایک انتباہ ہوگا کہ انہیں ہمیشہ ہر قدم ناپ تول کر اٹھانا ہے۔ اس دلیل کی تائید میں خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ کا پہلا خطبہ اور حضرت عمرؓ کے واقعات پیش کیے گئے۔ ان دونوں کا یہاں نقل کرنا فوری حوالے کے لیے سودمند ہوگا۔

حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد اپنے پہلے خطبہ میں فرمایا:

"اے لوگو! میں تمہارے اوپر حکمران مقرر کیا گیا ہوں میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں غلطی کروں تو تم اس کو درست کر دو، اور اگر میں اچھا کروں تو میری مدد کرو سچائی امانت ہے جھوٹ خیانت ہے۔ تم میں سے ضعیف میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ انشاءاللہ میں اس کا حق دلوا دوں۔ تم میں جو طاقت ور ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول نہ کروں۔ کوئی قوم اللہ کے راستے میں

جہاد چھوڑ دیتی ہے تو اللہ ان پر فقر مسلط کر دیتا ہے۔ برائیاں پھیل جاتی ہیں اور مصیبتیں آجاتی ہیں۔ میری اطاعت اس وقت تک کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں۔ جب میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت نہیں ہے۔ اب نماز کے لیے کھڑے ہو۔ اللہ تم پر رحمتیں نازل کرے۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۱۱ ص ۳۳۶)

حضرت عمرؓ کی خلافت کے چند واقعات

(۱) ایک شخص نے آپ سے بھرے مجمع میں کہا کہ عمرؓ خدا سے ڈرو۔ وہ بار بار اس جملہ کو دہرانے چلا گیا تو مجمع میں سے ایک شخص نے اس سے کہا کہ اب بس بھی کرو تم بہت کہہ چکے۔ حضرت عمرؓ نے اسے روکا اور کہا کہ نہیں اسے کہنے دو اگر یہ ایسی بات نہ کہیں تو سمجھو کہ ان میں خیر کا ذرہ تک نہیں ہے اور اگر ہم اسے نہ سنیں تو سمجھو کہ ہم میں خیر کی رتی تک نہیں ہے۔

(۲) ایک دن آپؓ نے برسر منبر کہا کہ صاحبو! اگر میں دُنیا کی طرف جھک جاؤں تو تم کیا کرو گے۔ ایک شخص کھڑا ہو گیا، تلوار نیام سے نکالی اور کہا کہ ہم تمہارا سر اُڑا دیں گے۔ آپ نے اسے آزمانے کے لیے کہا کہ کیا تو میری شان میں یہ بات کہتا ہے؟ اس نے نہایت سکون سے کہا کہ ہاں تمہاری شان میں۔"

آپ نے فرمایا کہ الحمد للہ قوم میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ اگر عمر بھی کج رو ہو جائے تو وہ اس کا سر اُڑا دیں۔"

اور یہ سر اُڑا دینے کی بات تو خود آپ ہی نے انہیں سکھائی تھی۔ ایک دفعہ آپ نے کہا کہ اگر خلیفہ ٹھیک ٹھیک چلے تو لوگوں کو چاہیے کہ اس کی اطاعت کریں لیکن اگر وہ غلط راستہ اختیار کرے تو اسے قتل کر دینا چاہیے۔

حضرت طلحہؓ پاس بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ آپ نے یہ کیوں نہ کہا کہ اگر خلیفہ ٹھیک نہ چلے تو اسے معزول کر دینا چاہیے۔ آپ نے فرمایا نہیں قتل کر دینا بعد میں آنے والوں کے لیے زیادہ عبرت ناک ہوگا۔

(۳) یمنی چادریں آئیں تو آپ نے سب کو ایک ایک چادر دے دی۔ آپ منبر پر تشریف لائے اور حسب معمول مجمع سے کہا کہ "اسمعوا واطیعوا" سنو جو کچھ میں کہتا ہوں اور پھر اس کی اطاعت کرو۔ مجمع سے آواز آئی ہم نہ تمہاری سنیں گے نہ اطاعت کریں گے۔ کہنے والے حضرت سلمان فارسی تھے۔ سربراہ مملکت منبر سے نیچے اتر آئے اور کہا کہ ابو عبداللہ کیا بات ہے؟ کہا عمر! تم نے دنیاداری برتی ہے۔ تم نے ایک ایک چادر تقسیم کی تھی اور خود دو چادریں پہن کر آئے ہو۔ فرمایا عبداللہ بن عمر کہاں ہیں؟ حاضر ہوں امیر المومنین! فرمایا بتاؤ ان میں سے ایک چادر کس کی ہے۔ عرض کیا، میری ہے امیر المومنین! آپ نے حضرت سلمان سے مخاطب ہو کر فرمایا ابو عبداللہ تم نے جلدی کی جو بات پوچھے بغیر احتجاج کر دیا۔ میں نے اپنے میلے کپڑے دھوئے تھے۔ باہر آنے کے لیے ایک چادر کافی نہیں تھی اس لیے میں نے (اپنے بیٹے) عبداللہ سے چادر مانگ لی تھی۔ حضرت سلمان نے کہا ہاں اب کہیے یا امیر المومنین ہم سنیں گے بھی اور اطاعت بھی کریں گے آپ خود اپنا یہ قول کیسے بھول سکتے تھے۔

(۳۷) ہماری رائے میں یہ انتہائی مناسب اور پسندیدہ بات ہے کہ اسکروٹنگ کمیٹی یا الیکشن کمیشن کو ایسی کسی بھی شکایت کو نمٹانے کا اختیار دیا جانا چاہیے جو رکن شوریٰ کی کسی بدعنوانی یا غیر اخلاقی رویئے کو ریکارڈ پر لانے کے خواہش مند اپنے حلقہ انتخاب کے کسی ممبر یا کسی دوسرے فرد کی طرف سے کی گئی ہو۔ اگر الزامات درست ثابت ہوں تو کمیٹی متعلقہ رکن کو نااہل قرار دینے اور شوریٰ کی نشست سے محروم کر دینے کا اختیار حاصل ہونا چاہیے۔

(۳۸) اس کے بعد انتخابی مصارف سے متعلق عوامی نمائندگی کے قانون کے چھٹے باب کی دفعات ۴۸، ۴۹

۵۰ اور ان کے مجوزے اور اسی قانون کی ڈپازٹ سے متعلق دفعہ ۱۳ پر سخت اعتراض کیا گیا۔ اس اعتراض کے دو پہلو تھے۔ اولاً یہ استدلال کیا گیا کہ دفعہ ۴۹ کی شق (۲) کہتی ہے کہ "امیدوار کے سوا کوئی بھی شخص ایسے امیدواروں کے کسی انتخابی خرچ کا مجاز نہیں ہوگا۔" اس طرح لوگوں کے کسی گروپ یا سیاسی جماعت کو جس نے آبادی کے وسیع تر مفاد میں کسی امیدوار کو کھڑا کیا ہو کسی بھی انتخابی خرچ سے روک دیا گیا ہے۔ شریعت کے نقطۂ نگاہ سے الگ ہٹ کر دیکھا جائے تب بھی سوچ کے اس انداز سے زیادہ مکروہ اور کوئی بات نہیں ہو سکتی کہ ایک شخص اقتدار کے حصول کے لیے رقم خرچ کرے۔ آخر ایک دیانت دار اور بے غرض آدمی اس مقصد کے لیے کوئی بھی رقم کیوں خرچ کرے۔ ایک خودغرض اور عہدے کا حریص شخص ہی اگر وہ قومی اسمبلی کی سیٹ کا بھوکا ہے تو ۵ لاکھ روپے اور اگر صوبائی اسمبلی کی نشست پر مطمئن ہے تو تین لاکھ روپے داؤ پر لگائے گا۔ یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ اقتدار کی طلب رکھنے والا کوئی شخص جو کرسیٔ اقتدار کی شکل میں اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے خطیر رقم خرچ کرنے پر تیار ہو یقیناً بہت سی خودغرضانہ خواہشات رکھتا ہوگا۔ انسانیت کی خدمت اور عوام کی بہتری کے کسی احساس کے مقابلے میں لالچ اور اغراض کے جذبات اس کے دل میں کہیں زیادہ موجزن ہوں گے۔ اپنے انتخاب کے بعد اسے پہلی فکر ان نقصانات کو پورا کرنے کی ہوگی جو انتخابی مہم کے دوران اس نے برداشت کیے ہوں گے۔ یہ بات شریعت کے بالکل خلاف ہے کہ سرکاری منصب کو خدا ترسی اور اخلاص کے بجائے دولت اور وسائل کے بل پر حاصل کرنے کی چھوٹ دے دی جائے۔

(۳۹) اگر ایک امیدوار کو رائے دہندگان کے فیصلے پر پیسے کی قوت سے اثر انداز ہونے اور ان کی بیعت اور حمایت کو دولت سے خریدنے کی چھوٹ دے دی جائے تو ایک غریب آدمی جو ہو سکتا ہے کہ خلوص اور تقویٰ کے لحاظ سے اس شخص سے ہزاروں گنا بہتر ہو لیکن اپنے حریف کے مقابلے میں ایسے مؤثر وسائل مہیا کرنے کی سکت نہ رکھتا ہو کبھی بھی شوریٰ میں پہنچ کر لوگوں کی خدمت کرنے کے اپنے جذبے اور اپنی آرزو کو پورا نہیں کر سکے گا۔

(۴۰) ہماری رائے میں دفعہ ۴۹ شریعت کے خلاف اور درج ذیل آیات و احادیث سے براہ راست متصادم ہے۔

"اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ کہ فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار (کی نعمتوں) کا کفران کرنے والا (یعنی ناشکرا) ہے۔" (سورۃ ۱۷: ۲۶،۲۷)

احادیث مبارکہ

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے فرمایا خدا کی قسم ہم اس حکومت کے منصب پر ایسے شخص کو ہرگز مقرر نہیں کریں گے جو اس کا طالب ہو اور نہ کسی ایسے شخص کو جو اس کا حریص ہو (بخاری کتاب الاحکام ص ۱۰۵۸)

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم اپنی حکومت کے کسی کام میں ایسے شخص کو استعمال نہیں کرتے جو اس کا ارادہ رکھتا ہو۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۳ اردو ترجمہ مطبوعہ کراچی)

(۳) حضرت ابوبکرہؓ سے ماثور ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امارت کے بارے میں دریافت کیا تو حضورؐ نے جواب دیا: "اے ابوبکرہ اس کے لیے نہیں ہے جو اس پر ٹوٹا پڑتا ہو' وہ اس کے لیے

لیے ہے جو اس سے بچنے کی کوشش کرے نہ کہ اس کے لیے جو اس پر جھپٹے۔ وہ اس کے لیے ہے جس سے کہا جائے کہ یہ تیرا حق ہے نہ کہ اس کے لیے جو خود کہے کہ یہ میرا حق ہے۔

(قلقشندی، صبح الاعشیٰ ج ۱ ص ۲۴۰)

(۴۱) ہم یہ سفارش کرنے کی جرأت کرسکتے ہیں کہ جو امیدوار اسکریننگ کے عمل سے گزرنے کے بعد مقررہ معیار اہلیت کے مطابق قرار پائیں، انہیں رائے دہندگان میں الیکشن کمیشن کی جانب سے الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے اور جہاں یہ ممکن نہ ہو وہاں دوسرے ذرائع سے متعارف کرایا جائے۔ ہر امیدوار کے لیے وقت مختص کیا جانا چاہیے اور ہر امیدوار کے حامیوں اور مددگاروں کی باہمی گفتگو (پینل ڈسکشن) کے ذریعے امیدواروں کو رائے دہندگان سے متعارف کرایا جانا چاہیے۔ ہر امیدوار کو ٹی وی سے اور جہاں یہ ممکن نہ ہو وہاں الیکشن کمیشن کے زیر اہتمام منعقدہ عوامی اجتماعات کے ذریعے اپنے حلقہ انتخاب کے ووٹروں سے براہ راست خطاب کا موقع فراہم کیا جانا چاہیے۔

(۴۲) بعض پابندیوں کے ساتھ امیدوار کے حامیوں کو پوسٹروں کے ذریعے تشہیر کی اجازت بھی دی جاسکتی ہے۔ حامیوں کی جانب سے جاری کردہ پوسٹروں اور اسی نوعیت کی دیگر چیزوں میں صرف اس امیدوار کی خوبیوں اور صفات پر تبصرہ ہونا چاہیے جسے انہوں نے اسمبلی کے لیے نامزد کیا ہو۔ اس مرحلے پر دوسرے امیدواروں کی کردار کشی کی قطعاً اجازت نہیں دی جاسکتی کیونکہ وہ سب بھی اسکریننگ کمیٹی کی جانب سے مطلوبہ معیار کے مطابق قرار دیے جاچکے ہوں گے۔ اگر حریف امیدوار کے دامنِ کردار پر کوئی داغ ہو تو اسے اسکریننگ کمیٹی کے سامنے ثابت کیا جانا چاہیے، پریس میں شائع نہیں کرنا چاہیے۔

(۴۳) عوامی نمائندگی کے قانون کی دفعہ ۹۹ کی شق (اے) کی ذیلی شق (کے) کے حوالے سے ایک اور اعتراض...

دلیل دی گئی کہ شوریٰ کو قوم کے بہتر عنصر پر مشتمل ہونا چاہیے۔ اہل دانش اور پختہ تجربے کے حامل افراد کو معاشرے کے ہر ایک گوشے سے چن کر شوریٰ میں لایا جانا چاہیے۔ یہ امت کے اہل الرائے ہوتے ہیں لیکن جس چیز کو خوبی اور اہلیت قرار دیا جانا چاہیے، اسے عوامی نمائندگی کے قانون کی دفعہ ۹۹ کی شق (اے) کی ذیلی شق (کے) میں یا اسی کے مماثل ایوان ہائے پارلیمان اور صوبائی اسمبلیوں کے حکم مجریہ ۱۹۷۷ء کی دفعہ ۱۰ کی شق ۲ کی ذیلی شق (۴) میں نااہلیت کی فہرست میں رکھا گیا ہے۔ یہ حصہ زیرِ حوالہ کے لیے ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔

"(کے) وہ پاکستان کی یا آئین کی رو سے تشکیل پانے والے کسی ادارے یا کسی بھی ایسے ادارے کی، جو حکومت پاکستان کی ملکیت یا کنٹرول میں ہو یا جس میں حکومت کا غالب حصہ یا مفاد ہو، ملازمت میں رہا ہو، سوائے اس کے کہ اسے ایسی ملازمت کو چھوڑے ہوئے دو سال کا عرصہ گزر چکا ہو۔"

(۴۴) استدلال کیا گیا کہ اعلیٰ عدالتوں کے سابق ججوں، جامعات کے پروفیسروں اور دوسرے دیانت دار اور تجربہ کار ریٹائرڈ سرکاری ملازموں کو، جو دفتر خارجہ یا بیرونی مشن میں خدمات انجام دے چکے ہوں، ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد کم از کم دو سال کے لیے نااہل قرار دے دیا جاتا ہے۔ اس طرح ایسے افراد کے پاس بحیثیت رکن شوریٰ اپنی صلاحیتوں اور مہارت و تجربے کے استعمال کا جو بہترین وقت ہوتا ہے، اسے جبری رخصت کی نذر کرکے انہیں گھر کے اندر گوشہ تنہائی میں بیٹھنے پر مجبور کردیا جاتا ہے اور دو سال کے دوران ان کی فہم و فراست کی ساری تیزی زنگ آلود ہوکر کند ہوجاتی ہے۔ ہم ایسے پختہ کار اور مہارت یافتہ افراد کو شوریٰ کی رکنیت کے لیے ناموزوں قرار دیے جانے کے اس رویے میں کوئی حکمت و دانش نہیں پاتے، تاہم بدقسمتی سے اس کے خلاف اپنی رائے کے اظہار سے زیادہ کچھ کرنے کے قابل نہیں ہیں کیونکہ

آئین کی دفعہ ۶۲ کی شق (کے) میں بھی اسے نااہلی کی ایک وجہ کی حیثیت سے شامل رکھا گیا ہے اور آئین ہماری دسترس سے باہر ہے۔

(۴۵) بیلٹ کی رازداری سے متعلق دفعات کے پورے مجموعے خصوصاً دفعہ ۸۸ اور دفعہ ۸۹ کو بھی جو بیلٹ کی رازداری کی شرط عائد کرتی ہے، قرآن وسنت کے خلاف ہونے کی حیثیت سے چیلنج کیا گیا ہے۔ معترضین کی دلیل یہ تھی کہ کسی شخص کے لیے ووٹ دینا دراصل شہادت دینا ہے اور ایک مسلمان کو اتنا جرأت مند ہونا چاہیئے کہ وہ خوف کے بغیر اور تعلقات سے بلند ہو کر سچی گواہی دے سکے۔ اس سلسلے میں سورہ نساء کی آیت ۱۳۵ بھی پیش کی گئی۔

"اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور خدا کے لیے سچی گواہی دو، خواہ اس میں تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو۔ اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو خدا ان کا خیر خواہ ہے۔ تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا۔ اگر تم پیچیدار شہادت دو گے یا شہادت سے بچنا چاہو گے تو (جان رکھو) خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔ (۴: ۱۳۵)

(۴۶) تاہم یہ نوٹ کیا جانا چاہیئے کہ دفعات کا یہ مجموعہ دستور کے آرٹیکل ۲۲۶ میں ظاہر کی جانے والی قانون سازی کی ضرورت کی تکمیل کے لیے ہے۔ دستور کے اس آرٹیکل میں کہا گیا ہے کہ

"آرٹیکل ۲۲۶ ... یہ آئین کے تحت تمام انتخابات خفیہ رائے دہی سے ہوں گے۔"

(۴۷) مزید یہ کہ یہ کہنا مشکل ہے کہ ایک حق سے استفادے کے لیے اختیار کی جانے والی ایک احتیاطی تدبیر کو خود اس حق کو ختم کرنے کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔ یہ دفعات رائے دہی کے حق کے استعمال کے طریقے کو بیان کرتی ہیں۔ اسی لیے رائے دہی کے اخفا کی دفعات برقرار رکھی جا سکتی ہیں لیکن اس حق کے استعمال کو منضبط کرنے کی شکل یا قاعدے کے ذریعے خود اس حق کو ختم کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ یعنی یہ کہ اگر ایک ووٹر غیر ارادی طور پر رازداری کے سخت قوانین کو پورا کرنے میں ناکام رہتا ہے تو اسے رائے دہی سے محروم نہیں کیا جانا چاہیئے اور اس کا ووٹ غیر درست قرار نہیں دیا جانا چاہیئے۔

(۴۸) اوپر کی تمام بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عوامی نمائندگی کے قانون کی دفعات ۱۳، ۱/۴۱، ۴۹، ۵۰ اور ۵۲ قرآن وسنت کے خلاف ہیں۔ رائے دہی کی رازداری سے متعلق دفعات ۸۸ اور ۸۹ برقرار رکھی جا سکتی ہیں لیکن دفعہ ۳۸ (۴) (سی) (۱۱) جس کے تحت ایک جائز ووٹ محض اس لیے گنتی سے خارج کر دیا جاتا ہے کہ ووٹر رازداری محفوظ نہیں رکھ سکا، قرآن وسنت سے متصادم ہے۔ (سورہ ۴: ۱۳۵) عوامی نمائندگی کے قانون مجریہ ۱۹۷۶ء اور ایوان ہائے پارلیمان اور صوبائی اسمبلیوں کے (انتخابی) حکم مجریہ ۱۹۷۷ء میں اس فیصلے کے مطابق صدر پاکستان کی جانب سے ۳۱ دسمبر ۱۹۸۹ء تک ترمیم کر دی جانی چاہیئے۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۸۹ء کے بعد دفعات ۱۳، ۱/۴۱، ۴۹، ۵۰، ۵۲ اور ۳۸ (۴) (سی) (۱۱) غیر مؤثر ہو جائیں گی۔

دستخط

چیف جسٹس گل محمد خان	جسٹس عبادت یار خان
جسٹس مفتخر الدین	جسٹس شجاعت علی قادری
اسلام آباد ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۹ء	جسٹس فدا محمد خان

نوٹ: وفاقی شرعی عدالت کے اس فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا گیا ہے اور سپریم کورٹ نے ابتدائی سماعت کے بعد وفاقی شرعی عدالت کے اس فیصلے کو ان ریمارکس کے ساتھ عارضی طور پر معطل کر دیا ہے کہ چونکہ عام انتخابات کی تاریخ کا اعلان ہو چکا ہے اور فیصلے کے بعض پہلو تفصیلی بحث کے متقاضی ہیں جن کا فیصلہ انتخابات سے قبل نہیں ہو سکتا نیز عدالت عظمیٰ انتخابات میں مداخلت نہیں کرنا چاہتی اس لیے وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ عارضی طور پر معطل کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

حافظ محمد عمار خان ناصر

پردہ اور بائبل

مسیحی مذہبی راہنماؤں کی توجہ کے لیے

کلامِ الٰہی قرآن پاک میں ارشاد ہے: یاایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذلک ادنی ان یعرفن فلا یؤذین وکان اللہ غفوراً رحیما۔ (سورۃ الاحزاب ۳۳ : ۵۹)

ترجمہ: اے پیغمبر! اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے بھی کہہ دیجیے کہ (سر سے) نیچے کر لیا کریں اپنے تھوڑی سی اپنی چادریں اس سے جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو آزار نہ دی جایا کریں گی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

مذکورہ آیت میں پردہ کا حکم دیا گیا ہے۔ حاشیہ پر علامہ عثمانیؒ لکھتے ہیں:

"یعنی بدن ڈھانکنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرے پر بھی لٹکا لیویں۔ روایت میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لیے کھلی رہتی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ فتنہ کے وقت آزاد عورت کو چہرہ بھی چھپا لینا چاہیے۔ لونڈی یا باندی کو ضرورت شدیدہ کی وجہ سے اس کا مکلف نہیں کیا کیونکہ کاروبار میں حرج عظیم واقع ہوتا ہے۔"

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: یعنی پہچانی پڑیں کہ لونڈی نہیں بی بی ہے۔ صاحب ناموس بدذات نہیں نیک بخت ہے تو بدنیت لوگ اس سے نہ الجھیں۔"

ایک دوسرے مقام میں ارشاد ہے: وقل للمؤمنٰت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن۔ (سورۃ النور ۲۴ : ۳۱)

ترجمہ: "اور (اسی طرح) مسلمان عورتوں سے (بھی) کہہ دیجیے کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کے مواقع کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس (موقع زینت) میں سے (غالباً) کھلا رہتا ہے (جس کے ہر وقت چھپانے میں حرج ہے) اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں۔" (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اس آیت میں بھی سابقہ حکم کو کچھ وضاحت کے ساتھ دہرایا گیا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض۔ (سورۃ النساء)

مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

آیت مذکورہ میں جہاں گھریلو مسائل و معاملات میں مرد کی برتری کا حکم ملتا ہے وہاں سیاسی، قومی اور ملکی معاملات میں بھی صرف مرد کا حکمران ہونا مسلّم قرار پاتا ہے۔ چنانچہ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے "الرجال قوامون" کی تفسیر "اُمَرا" کے ساتھ کی ہے (تفسیر ابن جریر الطبریؒ ج ۵) یہاں بھی عورت کو گھر کے اندر اور گھر سے باہر کے معاملات میں اس لیے مرد کے ماتحت رکھا گیا ہے کہ عورت میں کچھ فطری کمزوریاں ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: "النساء حبالۃ الشیطان" کہ عورتیں شیطان کا جال ہیں۔ عورت کی میت

اس کے گھر سے باہر کے معاملات مثلاً حکومت وولایت جہاد وغیرہ میں حقدار و مکلف نہ ہونے کی ایک بڑی وجہ ہے۔

عورت کے بے پردہ اور مرد کے تابع ہونے کا حکم کتب سابقہ میں بھی موجود ہے۔ بائبل سے چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

"پھر اس نے عورت سے کہا کہ میں تیرے دردِ حمل کو بہت بڑھاؤں گا تو درد کے ساتھ بچہ جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا۔ (پیدائش ۳/۱۶)

"ہر مرد کا سر مسیح اور عورت کا سر مرد اور مسیح کا سر خدا ہے۔۔۔۔ اور جو عورت بے سر ڈھکے دعا یا نبوت کرتی ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتی ہے کیونکہ وہ سر منڈی کے برابر ہے۔ اگر عورت اوڑھنی نہ اوڑھے تو بال بھی کٹائے۔ اگر عورت کا بال کٹانا یا سر منڈانا شرم کی بات ہے تو اوڑھنی اوڑھے۔" (اول کرنتھیوں ۱۱)

"اے بیویو! اپنے شوہروں کی ایسی تابع رہو جیسے خداوند کی کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے جیسا کہ مسیح کلیسیا کا سر ہے اور وہ خود بدن کا بچانے والا ہے لیکن جیسے کلیسیا مسیح کے تابع ہے ویسے ہی بیویاں بھی ہر بات میں اپنے شوہروں کی تابع ہوں۔" (افسیوں ۵/۲۲-۲۴)

"عورتیں حیادار لباس میں شرم اور پرہیزگاری کے ساتھ اپنے آپ کو سنواریں نہ کہ بال گوندھنے اور سونے اور موتیوں اور قیمتی پوشاک سے۔۔۔۔ عورت کو چپ چاپ کمال تابعداری سے سیکھنا چاہیے اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلائے بلکہ چپ چاپ رہے۔ (۱۔ تیمتھیس ۲/۹-۱۲)

"اور متقی اور پاک دامن اور گھر کا کاروبار کرنے والی اور مہربان ہوں اور اپنے اپنے شوہر کے تابع رہیں" (طِطُس ۲/۵)

جہاں تک شرائع کا تعلق ہے بائبل عورت کو مکمل طور پر پردے کا پابند اور گھر تک محدود کر دیتی ہے لیکن عیسائیت کا قدم مسکن مغرب بے پردگی اور آوارگی میں کچھ زیادہ ہی رسیاں تڑا گیا ہے عیسائی مشنریاں عورت اور وہ بھی فحاشی اور عریانی سے مالا مال جیسے خطرناک ہتھیار سے لیس ہیں۔ عورتیں ملک کے ہر گوشے تک مذہبی راہنماؤں کے ساتھ بھی نوجوان سسٹرز اور مادام میں تبلیغ کے بہانے مصروف العمل ہیں جو بائبل کے صریح فرامین کے خلاف ہے تبلیغ کرنا عورت کو روا نہیں ہے۔ ۱۔ تیمتھیس ۲/۹-۱۲ سے یہ واضح طور پر منصوص ہے۔ اس بات کا مسیحی علماء کو بھی اقرار ہے کہ یورپ کی عورت آزادی میں حد سے بڑھ گئی ہے۔ چنانچہ پادری آرجسن لکھتے ہیں: "یہ قابل افسوس بات ہے کہ مغربی ممالک کی عورتیں جن کو حد سے زیادہ آزادی دی گئی ہے قدرت کے خلاف زندگی بسر کرتی ہیں" (حقوق و فرائض نسواں مصنفہ ڈاکٹر پادری جے ایچ آرجسن ایم ڈی مطبوعہ ۱۹۲۸ صفحہ ۳۱) مزید لکھتے ہیں: "مرد عورت سے زیادہ قدآور اور طاقتور ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ محنت و مشقت کے کاروبار کرنے کے زیادہ قابل ہوتا ہے اور اسی وجہ سے لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کی حفاظت کرے اور محنت و مشقت کا کام اپنے ذمہ لے۔ عورت کا کام مرد کے کام کی نسبت زیادہ مشکل اور نازک ہے اور اسکا اثر رگوں اور پٹھوں پر زیادہ ہوتا ہے۔ اگر ذرا عقل اور سمجھ کو استعمال کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ عورت کے ساتھ نہایت بے انصافی کی گئی ہے کہ جس حال کہ اس کی طاقت کو اس اعلیٰ مقصد کے لیے محفوظ رکھا جانا چاہیے تھا کہ جس کے لیے وہ خلق کی گئی اس کو دنیا کے سخت اور کٹھن معاملات میں صرف کیا گیا ہے" (صفحہ ۱۶) اب یہ مشکل اور کٹھن کام نہیں تو اور کیا ہے کہ مغرب سے عورتوں کو دور دراز کے ممالک میں تبلیغ کے لیے بھیجا جاتا ہے، انہیں گھر بار سے دور رکھا جاتا ہے اور نجانے کیا کیا بھاری ذمہ داریاں اس نازک وجود پر ڈال جاتی ہیں۔

مسیحی مذہبی راہنماؤں سے گذارش ہے کہ بائبل کی تبلیغ کے سلسلہ میں کم از کم بائبل کے احکام کا لحاظ تو کر لیا جائے، اور عورت کی بے پردگی، فحاشی اور عریانی کے خلاف علم جہاد بلند کیا جائے۔

آپ نے پوچھا

حافظ محمد عمار خان ناصر

کیا حضرت عمرؓ نے احادیث بیان کرنے سے منع فرمایا تھا؟

سوال: منکرینِ حدیث کا کہنا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں احادیث کی روایت سے منع فرمایا تھا۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

عبد الکریم، کوئٹہ

جواب: یہ بات درست نہیں ہے اور جو روایات ایسی منقول ہیں ان کا مطلب ہرگز وہ نہیں ہے جو منکرینِ حدیث بیان کرتے ہیں بلکہ اصل روایات کو ملاحظہ کیا جائے تو مطلقاً منع کرنے کا حکم بھی نہیں ملتا بلکہ اس میں روایات کو بکثرت بیان کرنے سے روکا گیا ہے۔ چنانچہ عراق کی طرف روانہ کردہ وفد کو حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ فلا تصدوهم بالاحاديث فتشغلوهم جودوا القرآن واقلوا الرواية عن رسول الله (تذکرۃ الحفاظ للامام ذہبیؒ ج ۱ ص۷) ترجمہ: انہیں (اہل عراق کو) احادیث کے ذریعے (قرآن سے) نہ روک دینا کہ تم انہیں (احادیث کے ساتھ ہی) مشغول کر دو۔ قرآن کو اچھا کر کے (پڑھو) اور (احادیث) بیان کرنا کم کر دو۔"

اس کی وجہ حافظ ذہبیؒ یہ بیان کرتے ہیں کہ "وقد كان عمر من وجله ان يخطئ الصاحب على رسول الله صلى الله عليه وسلم يامرهم ان يقلوا الرواية عن نبيهم ولئلا يتشاغل الناس بالاحاديث عن حفظ القرآن"

ترجمہ: عمرؓ نے اس خوف سے کہ رسول اللہ کی طرف بہتان منسوب ہو جائے گا، اصحابؓ کو حکم دیا کہ احادیث کی روایت کو کم کر دیں اور تاکہ لوگ قرآن کو چھوڑ کر احادیث کے ساتھ مشغول نہ ہو جائیں۔ علاوہ ازیں اگر حضرت عمرؓ کی مراد روایت حدیث سے مطلقاً منع کرنا ہوتی تو لازماً آپ خود بھی احادیث کی روایت نہ کرتے حالانکہ ایک قول کے مطابق حضرت عمرؓ سے ۵۳۷ احادیث مروی ہیں (تاریخ عمرؓ بن الخطاب للامام ابو الفرج جمال الدین ابن الجوزیؒ ص۱۶۳) پھر حضرت عمرؓ ایک عام راوی نہیں بلکہ پختہ کار محدث تھے۔ حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں: وهو الذي سن للمحدثين التثبت في النقل. (تذکرہ ج۱ ص۶) ترجمہ: حضرت عمرؓ نے ہی محدثین کو نقل حدیث میں ثابت قدمی کی راہ بتلائی۔" حافظ ذہبیؒ نے چند واقعات نقل کیے ہیں جو منکرینِ حدیث کے دعوے کے ابطال پر حجت قاطعہ ہیں۔ یہاں پر ان میں سے ایک نقل کیا جاتا ہے۔

ابو موسیٰ الاشعریؓ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے گھر آئے اور باہر کھڑے ہو کر تین دفعہ سلام کیا لیکن جواب نہ ملنے پر واپس ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے آدمی بھیج کر آپ کو بلوایا اور پوچھا کہ آپ واپس کیوں لوٹ گئے تھے؟ ابو موسیٰؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا اگر تین دفعہ سلام کرنے پر بھی جواب نہ ملے تو واپس لوٹ آیا کرو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ایک اور گواہ لاؤ ورنہ میں سزا دوں گا۔ تو ابو موسیٰؓ نے صحابہ میں سے ایک آدمی کو بطورِ گواہ کے پیش کر دیا یعنی حضرت عمرؓ نے ایک راوی کے ہوتے ہوئے (جو ثقہ بھی تھے) گواہ طلب کیا اور اس کے بعد انہیں اطمینان ہوا۔ الغرض منکرینِ حدیث کا مذکورہ دعویٰ بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ باطل ہے۔

امام ابن حجرؒ کون تھے؟

سوال: علم حدیث کے حوالے سے ابن حجرؒ کا نام اکثر سننے اور پڑھنے میں آتا ہے۔ یہ بزرگ کون ہیں اور ان کا تعارف کیا ہے؟

محمد احمد، گوجرانوالہ

جواب: امام ابن حجرؒ کا نام احمد بن علی ہے اور آٹھویں نویں

صدی ہجری کے محدث ہیں۔ ۷۷۳ھ میں کنانہ (عسقلان) کے مقام پر پیدا ہوئے پھر مصر چلے گئے۔ مسلکاً شافعی ہیں تمام علوم و فنون خصوصاً علم حدیث میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ برع فی الحدیث وتقدم فی جمیع فنونہ (لحظ الالحاظ بذیل تذکرۃ الحفاظ ص۳۸۱) ترجمہ: حدیث کے فن میں کامل اور دوسرے تمام فنون میں سب سے بڑھ کر تھے۔ آپ کے بعد اس پایہ کا کوئی محدث پیدا نہیں ہوا (وقد غلق بعدہ الباب وختم بہ ہذا الشان ص۳۸۲) ابن حجرؒ کی زیادہ تر تصنیفات علم حدیث اور اسماء الرجال پر ہیں۔ علم حدیث میں صحیح بخاری کی شرح "فتح الباری" ہر دور میں متداول اور متقدمین و متاخرین کا ماخذ رہی ہے جبکہ علم رجال میں تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب، لسان المیزان، الاصابۃ، الدرر الکامنۃ اور دیگر کتب دوسری تمام کتب رجال سے بے نیاز کر دیتی ہیں۔ علاوہ ازیں تعلیقات و تخریجات ۱۵۰ سے بڑھ کر ہیں (ص۳۸۱) قریباً ایک ہزار مجالس میں املاء کروایا متعدد مقامات پر تدریس کی اور بالآخر ذی الحجہ ۸۵۲ھ میں وفات پا گئے۔ ابن حجرؒ کے جنازہ کے موقع پر بارش ہو گئی تو کسی عقیدت مند نے کہا ؎

قد بکت السحب علی قاضی القضاۃ بالمطر
وانہدم الرکن الذی کان مشیداً من حجر

ترجمہ: قاضی القضاۃ کی وفات پر بادل بارش کے ساتھ روئے اور پتھر جیسا مضبوط عالم گر گیا۔

جاحظیہ کون تھے؟

سوال: جاحظیہ کون تھے اور ان کے عقائد کیا تھے؟

محمد عبداللہ وہاڑی

جواب: جاحظیہ، معتزلہ کی ایک شاخ ہیں۔ یہ لوگ عمرو بن بحر الجاحظ کے پیروکار تھے جو معتصم باللہ اور متوکل علی اللہ عباسی خلفاء کے دور (دوسری صدی ہجری کے نصف اول) میں ایک بڑا عالم تھا۔ ان کے چند ایک عقائد کا بیان تذکرہ کیا جاتا ہے جو جمہور معتزلہ سے جدا ہیں (۱) عقائد (علم الٰہی) بالکلیۃ ضروری ہیں اور ہر انسان ان کو طبعی طور پر جانتا ہے حتیٰ کہ خدا اور نبی کا مفہوم بھی جانتا ہے (۲) اہل جہنم کو جسمانی سزا نہیں ملے گی بلکہ آگ ان کو اپنے اندر جذب کر لے گی اور وہ آگ ہی بن جائیں گے (۳) تمام صفات باری تعالیٰ (علم، حیات، ارادہ، قدرت، سمع، بصر وغیرہ) کے اصلاً منکر ہیں (۴) خلق قرآن کے بارے میں اس حد تک معتقد تھے کہ ان کے نزدیک قرآن مرد اور عورت کی شکل بھی اختیار کر سکتا ہے۔

(الملل والنحل للامام الشہرستانیؒ ص۹۱-۹۳ ج۱)

لفظ "فارقلیط" کیا ہے؟

سوال: فارقلیط کس زبان کا لفظ ہے اور اس کا معنی کیا ہے؟

عبدالحفیظ۔ وزیرآباد

جواب: فارقلیط یونانی لفظ "پیرکلوتوس" سے معرب ہے اور اس کا معنی تعریف کیا ہوا یعنی "احمد" ہے۔ یہ لفظ انجیل یوحنا ۱۶: ۷-۱۵ میں بار بار استعمال ہوا ہے اور حضرت عیسیٰؑ نے آنحضرتؐ کے بارے میں یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ قرآن پاک میں بھی (سورہ صف: ۶) حضرت عیسیٰؑ کی اس بشارت کو نقل کیا گیا ہے۔ عیسائی حضرات جہاں ان بشارات کے آنحضرتؐ پر اطلاق سے انکار کرتے ہیں اور ان کو روح القدس (اقنوم ثالث) کے لیے ماننے پر اصرار کرتے ہیں۔ اسی طرح اس لفظ کی تاویل میں کہتے ہیں کہ یہ یونانی زبان کے لفظ "پاکلی توس" سے معرب ہے نہ کہ "پیرکلوتوس" سے اور پاکلی توس کا معنی "احمد" نہیں ہے (فارقلیط از پادری ڈکلف لے سنگھ ص۱۱ شائع کردہ مسیحی اشاعت خانہ، لاہور) تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے "فارقلیط کون ہے؟" از مولانا بشیر الحسینی شائع کردہ سلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ص۵۔

تعارف وتبصرہ

مدیر کے قلم سے

روس کے ایک عظیم مجاہد
امام شامل ؒ

تصنیف: جناب محمد حامد
صفحات: ۲۱۲
کتابت وطباعت معیاری
قیمت مجلد: ۵۰/- روپے
ملنے کا پتہ: الفلاح پبلشرز، پوسٹ بکس ۲۱۲ راولپنڈی
۲۱ - فرسٹ فلور مال پلازہ دی مال
راولپنڈی صدر

ہماری روایتی کہانیوں میں "کوہ قاف" کا ذکر محض جوئی اور تجسس خیزی کے طور پر کیا جاتا ہے اور بحیرہ اسود اور بحیرۂ کیسپین کے درمیان شمال مغرب سے جنوب مشرق تک پھیلے ہوئے پہاڑوں کی یہ سرزمین جو قفقاز اور کاکیشیا کے نام سے بھی متعارف ہے فی الواقع محض جرأت و ہمت لوگوں کا علاقہ ہے۔

روسی استعمار کی توسیع پسندی اور ہوس ملک گیری نے جب اپنے اردگرد کی اقوام پر جبر و تسلط کے پنجے گاڑے تو قفقاز یا کوہ قاف کا یہ علاقہ بھی اس کی زد میں آیا اور اس خطہ کے غیور مسلمانوں نے "امام شامل ؒ" کی قیادت میں روسی توسیع پسندی کا آخر دم تک مقابلہ کر کے معرکہ ہائے حریت و استقلال کی عظیم تاریخ میں ایک روشن اور قابلِ تقلید باب کا اضافہ کیا۔

"امام شامل" بنیادی طور پر نقشبندی سلسلہ کے ایک روحانی رہنما تھے لیکن جیسا کہ تاریخ شاہد ہے کہ صوفیائے کرام ؒ کی یہ خانقاہیں ہر دور میں دعوت و تبلیغ اور اصلاح و ارشاد کا مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ دینی حمیت و غیرت کے سرچشمے اور روحِ جہاد کی تربیت گاہیں بھی رہی ہیں۔ امام شامل ؒ نے اپنے علاقہ میں روسی افواج کے تسلط کے ساتھ ہی حریت و استقلال کا پرچم بلند کیا اور جہاد کے معرکے بپا کر کے ایک طویل عرصہ تک اس خطہ کو روسی استعمار کے مکمل قبضہ سے بچائے رکھا۔ گذشتہ صدی کے دوسرے ربع کے آغاز سے ساتویں عشرہ کے اختتام تک روسی افواج کے خلاف امام شامل ؒ کی یہ گوریلا جنگ زار روس کی فوجوں کے لیے کس قدر تباہ کن ثابت ہوئی اس کا اندازہ ایک روسی جنرل ویلیمنوف کے اس تبصرہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ:

"ان مہمات میں روس کی فوجوں کا جو جانی نقصان ہوا اور جتنا عظیم لشکر ان کارروائیوں میں تہ و بالا ہو کر رہ گیا اس کی مدد سے ہم جاپان سے لے کر ترکی تک علاقہ فتح کر سکتے تھے۔"

اس امر کی ضرورت تھی کہ نئی نسل کو تاریخ اسلام کے اس عظیم مجاہد کی جدوجہد اور قربانیوں سے متعارف کرایا جائے جناب (ریٹائرڈ میجر) محمد حامد تبریک و تشکر کے مستحق ہیں کہ انہوں نے زیر نظر کتاب کی صورت میں اس اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ یہ کتاب جو امام شامل ؒ اور ان کی جدوجہد کے بارے میں ایک مستند اور جامع تاریخ کی حیثیت رکھتی ہے، اردو کے علاوہ انگریزی، عربی اور سندھی زبانوں میں بھی چھپ چکی ہے اور اس پر ریٹائرڈ میجر جنرل جناب فضل مقیم خان کے دیباچہ اور ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کے پیش لفظ سے کتاب کی اہمیت دو چند ہو گئی ہے۔

"سعدیات"
مختصر انتخاب کلام سعدی ؒ

انتخاب و ترتیب: مولانا صوفی عبدالحمید سواتی
صفحات: ۶۰ — کتابت و طباعت عمدہ

قیمت سولہ روپے

ملنے کا پتہ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

شیخ سعدیؒ کا شمار امت مسلمہ کے ممتاز مصلحین میں ہوتا ہے جن کے ادبی و اصلاحی جواہر پارے فارسی سے دوسری زبانوں میں ترجمہ ہو کر عالمی ادب کا حصہ بن چکے ہیں، بالخصوص گلستان، بوستان اور کریما ادب و اخلاق کے ایک لازوال سرچشمہ کی حیثیت سے آج بھی نسلِ انسانی کے ایک قابلِ ذکر حصہ کی تعلیم و اصلاح کا ذریعہ ہیں۔

حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی مدظلہ العالی نے گلستان، بوستان، کلیات سعدیؒ اور شیخ سعدیؒ کی دیگر تصنیفات میں سے ایک مختصر اور حسین انتخاب زیر نظر کتابچہ کی صورت میں پیش فرمایا ہے جو بلاشبہ اصحاب ذوق کے لیے قابلِ قدر تحفہ ہے۔

ماہنامہ راہ نمائے صحت فیصل آباد

خصوصی نمبر

مدیر اعلیٰ حکیم عبد الرحیم اشرف

صفحات ۲۲۶

قیمت -/۲۰ روپے

زیر اہتمام اشرف لیبارٹریز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

۶ کلو میٹر سرگودھا روڈ فیصل آباد

مولانا حکیم عبد الرحیم اشرف ایک مخلص اور دردِ دل سے بہرہ ور دینی راہنما ہونے کے علاوہ ممتاز طبیب بھی ہیں اور طبی برادری میں انہیں ایک بزرگ راہنما کی حیثیت حاصل ہے ان کی قائم کردہ اشرف لیبارٹریز ملک کے معروف دوا ساز اداروں میں شمار ہوتی ہے اور ماہنامہ راہ نمائے صحت فیصل آباد محترم حکیم صاحب موصوف کی زیر ادارت طب اسلامی کی خدمت و ترجمانی کے مشن میں مصروف ہے۔

زیر نظر شمارہ خصوصی نمبر ہے جو ملک کے ممتاز اطباء حکیم عبد المالک مجاہدؒ، حکیم فضل الٰہیؒ اور حکیم مظفر احسنؒ کی خدمات اور طبی کارناموں کے تعارف و تذکرہ کے لیے شائع کیا گیا ہے اور اس میں ان تینوں بزرگوں کے بارے میں معلوماتی مضامین شامل ہیں۔

حی علی الفلاح

از مولانا محمد فیاض خان سواتی

صفحات ۱۰۰ قیمت -/۱۴ روپے

کتابت و طباعت معیاری

ملنے کا پتہ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے "نماز مسنون" کے نام سے مسائل نماز پر ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی جس میں نماز سے متعلق کم و بیش تمام مسائل و احکام ترتیب کے ساتھ بیان کرنے کے علاوہ اختلافی امور پر احناف کے دلائل ثبت اور علمی انداز میں ذکر کر دیے۔ اس مثبت اور اصلاحی انداز کو ملک بھر میں سراہا گیا اور "نماز مسنون" کو علماء اور دیگر تعلیم یافتہ حلقوں میں پسند کیا گیا۔

گوجرانوالہ کے ایک اہلحدیث عالم خواجہ محمد قاسم صاحب نے جو مناقشانہ مزاج اور مناظرانہ بحثوں میں خاصی شہرت رکھتے ہیں "حی علی الصلوٰۃ" کے نام سے ایک کتابچہ میں "نماز مسنون" کے مختلف دلائل کو رد کرنے کی کوشش کی جس پر حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی مدظلہ کے فرزند برادرم مولانا حافظ محمد فیاض خان سواتی مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم نے زیر نظر رسالہ میں تعاقب کیا ہے اور دلائل کے ساتھ واضح کیا ہے کہ حضرت صوفی صاحب کے بیان کردہ دلائل درست ہیں اور خواجہ صاحب موصوف کے اعتراضات کی حیثیت کج بحثی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

امراض و علاج

حکیم قاری محمد عمران مغل بی۔ اے
فاضل عربی مستند درجہ اوّل لاہور

جریانِ احتلام اور سُرعتِ انزال کے اسباب اور علاج

حیوانات کی پیدائش کے ساتھ ہی قدرت نے بقائے نسل کے لیے توالد و تناسل کا سلسلہ قائم کیا ہے۔ اس میں ارذل ترین مخلوق سے اشرف المخلوق انسان تک سب شریک ہیں۔ ہر جنس اپنی جسمانی ساخت، رسم و رواج، آب و ہوا اور گرد و پیش کے تحت اس وظیفۂ حیات کو انجام دینے پر فطرتاً مجبور ہے۔ بعض ممالک میں جدید نسل کی رہنمائی کے لیے اسے تعلیم سے منسلک کیا گیا ہے لیکن ہمارے ہاں تمام جنسی کتب صرف ذہنی عیاشی تک ہی محدود ہیں۔

اک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے
ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ

آج سے ایک دہائی پہلے لاہور سے جناب پروفیسر مظہر علی ادیب صاحب نے سکول کالج کی درسی کتب پر عالمانہ تنقید قوم کے سامنے پیش کی تھی۔ اندازہ لگایا گیا کہ بعض اسباق میں آدھے سے زیادہ مواد صرف عاشقی معشوقی پر تحریر ہے جسے منسوخ کیا گیا یعنی ہماری بے حسی کہ نئی پود کے ہاتھوں میں کیا مواد ہے ہمیں پتہ تک نہیں۔ نظامِ تعلیم کا یہ نتیجہ ہے کہ ایک عام معمولی نوجوان بھی اوچھیں تو وہ بی اے فلم کے متعلق اس تفصیل سے بتائے گا جیسے اُس نے یہی کام کرنا ہے۔

قدرت نے ان مقاصد کے حصول کے لیے توالد و تناسل میں ایک لذت کی کیفیت پنہاں رکھی ہے تاکہ ہر ذی روح اور خصوصاً حیوان انسان برضا و رغبت متوجہ رہیں۔ اسی لذت کے متوالے زنا اور دیگر فواحشات کے دلدادہ ہو کر اس کے عواقب و نتائج سے بالکل بے خبر اپنی زندگی کا چراغ وقت سے پہلے گل کر لیتے ہیں اور اکثریت غیر طبعی موت مرتی ہے۔ آسمانِ طب کے ماہتاب جناب جالینوس کا ارشاد ہے کہ انسان ایک چراغ ہے اور منی اس کا تیل ہے۔ جونہی یہ تیل ختم زندگی کا کھیل بھی ختم۔ تیل کے اس چشمہ کو اپنے ہاتھوں خشک کرنے کے بعد انسان مصنوعی اشیاء اور وسائل کی جستجو میں لگ جاتا ہے مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ یہی وہ منحوس وقت ہوتا ہے جب میاں بیوی کی آپس میں تو تکار ہوتی ہے جس کا بھیانک انجام اخبارات کے ذریعہ خاندان میں جگ ہنسائی کا باعث بنتا ہے۔ اب بیوی مغلوب ہوگی نہ مرعوب۔

صحت نہ ہو تو سیم و زر بیکار ہے
خوب رُو بیوی پری پیکر بھی ہو تو خار ہے

آج کل جنسی حمام میں ہمارا معاشرہ اکثر ننگا نظر آتا ہے۔ ایک دفعہ ایک اخبار میں نوجوانوں نے خطوط لکھے کہ ہم جریانِ احتلام کی بیماری میں اپنی زندگیاں تباہ کر چکے ہیں ہماری مدد کریں۔ اُس وقت ۹۸ فی صدی نوجوان مُبتلا تھے مگر آج سے

شیاطین نے چکر چلائے ہوئے ہیں
بڑے سے بڑے ورغلائے ہوئے ہیں

اللہ تعالیٰ نے جسم انسانی میں بہت سی قوتیں پیدا کر کے

پھر ان کے لیے الگ الگ اعضا بھی پیدا کئے ہیں جن میں پوشیدہ اعضاء انتہائی حساس ہیں۔ اگر یہ قوتیں ان اعضاء سے مل کر اپنا اپنا فعل ادا کرتی رہیں تو انسان اپنی طبعی عمر سے لطف اندوز ہو سکتا ہے بشرطیکہ ان اعضاء سے کوئی غیر فطری کام نہ لیا گیا ہو۔ اگر غیر فطری طریقہ سے ان میں کوئی نقص واقع ہو گیا تو پھر ارادے پست ہمت سست ہو کر نخلِ زندگی مرجھانے لگتا ہے اور وہ قوت جو انسان کے مرنے کے بعد اس کا قائم مقام چھوڑنے کا باعث بنتی ہے جو انسان کو حیاتِ جاوید بخشتی ہے، اس کی زندگی کی یادگار قائم رکھتی ہے۔ اپنے ہاتھوں اس یادگار کے خوشنما پھولوں میں عاقبت نااندیشی کے کانٹے رکھ کر پھر نخلِ بارآوری کو قطع کرنے والے جنسوں یعنی جریان احتلام وغیرہ سے تا زیست خطرہ لگا رہتا ہے۔ اطباء متقدمین نے فرمایا ہے کہ ایک دفعہ کے انزال سے تین سے چھ ماشہ تک مادہ خارج ہوتا ہے۔ ہر وقت شہوت کے گھوڑے پر سوار رہنے والے سوچیں کہ کس قسم کی موت سے ان کا سامنا پڑے گا۔ آج کا لکھا پڑھا طبقہ درکنار ایک بالغ ان پڑھ بھی ان اسباب سے خوب واقف ہے اس لیے کہ جنسی بے راہ روی کے تمام لوازمات صرف چند پیسوں کے عوض پورے ملک میں دستیاب ہیں۔ طاؤس و رباب کی محفلوں کا سامان سب کے سامنے ہے عیاں راچہ بیاں

جریان کے اسباب

آیورویدک علماء نے اس کی بیس اقسام بیان فرمائی ہیں۔ پیشاب کرنے سے پہلے یا بعد میں منی کے قطرات خارج ہوتے ہیں۔ گرم اشیاء کا استعمال، منی کا پتلا ہونا، بلغمی رطوبت کی زیادتی، قوت ماسکہ اور قوت جاذبہ کا کمزور ہونا۔

۲ دماغ حرام مغز اور اعصاب میں فتور واقع ہو جائے تو بھی جریان وغیرہ کا عارضہ ہو گا جو بمشکل ٹھیک ہوا کرتا ہے۔

۳ یہ اسباب خود تو جریان کا باعث نہیں بنتے لیکن جریان شروع ہونے کے بعد اس میں بہت ہی اضافہ کا باعث بنتے ہیں جیسے چائے قہوہ کی زیادتی کہ اس سے اعصاب اور گردے خشکی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ شراب نوشی، تمباکو نوشی ان سے اعضا وقت سے پہلے اپنی افادیت کھو دیتے ہیں کسی قسم کا بھی نشہ کرنے سے اعضا وقت سے پہلے کمزور ہو جاتے ہیں۔ اوندھے منہ سونا، مسلسل گندہ رہنا، دماغی محنت لگاتار ایک مدت تک کرنا اور مقوی خوراک کا نہ ملنا، پیٹ میں کیڑوں کا ہونا، بدن کے فضلات کا اخراج نہ کرنا۔ ورزش یا سیر نہ کرنا۔

احتلام کے اسباب

عام آدمی کو ایک ماہ میں دو دو دفعہ احتلام ہو تو بالکل بجا ہے اسی طرح بعض مزاجوں میں گرمی زیادہ ہوتی ہے اور وہ لوگ خوراک بھی نہایت قیمتی کھاتے ہیں۔ ایسے مزاجوں کو ہفتہ میں ایک دفعہ ہو جائے تو یہ کیفیت طبعی ہی کہلائے گی مگر متوسط طبقہ ایک ماہ میں دو دو دفعہ ہی شمار کرے جریان کے تمام اسباب بھی احتلام کا باعث بنتے ہیں البتہ بعض حالات میں معدہ اور دماغ اس کا خاص محور ہیں۔ دنیاوی زندگی میں جن خیالات اور حالات سے آپ کا واسطہ پڑتا ہے یا جو سوچ آپ رکھتے ہیں نیند کی حالت میں بھی بالکل اسی طرح کے حالات سے دوچار ہوں گے۔ وجہ یہ ہے کہ نیند کی حالت میں دماغی قوتیں بالکل بیداری کی طرح کام کرتی رہتی ہیں یہی قوت ہمیں خواب کے مزے سے آشنا کرتی ہے۔ یہ قوت عام حالات کو حسی جامہ پہنا کر حس مشترک کے سامنے پیش کرتی ہے اور بیداری میں شہوت کے دلدادہ نیند میں بھی شہوت سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔ اب قوت ممیزہ خواب کی حالت میں یہ فیصلہ نہیں کر پاتی کہ یہ صورت اصل ہے یا نقل بس اس کے ساتھ ہی قوتِ شہوانی متحرک ہو کر انزال کا باعث بن جاتی ہے۔ عشقیہ ناول (باقی صفحہ پر)

ایک روسی صحافی کے تاثرات

جہادِ افغانستان کے روس پر اثرات

قازقستان کے مفتی اعظم اور روسی پارلیمنٹ کے رکن مفتی محمد صادق یوسف کے ہمراہ پشاور کے دورے پر آئے ہوئے ممتاز روسی صحافی اور مسئلہ افغانستان پر "خفیہ جنگ" نامی کتاب کے مصنف مسٹر آرٹی یون بورووک نے کہا ہے کہ افغانستان پر روسی حملہ وہاں کے دیہاتوں اور عوام پر نہیں بلکہ دراصل خود رُوسی نظریات واقتدار پر تھا اس سے سوشلزم اور سٹالن ازم ختم ہوگئے۔ لوگوں کا ان نظریات پر اب کوئی اعتماد نہیں رہا اور روسیوں نے تیس سال کے بعد دیکھا کہ انہوں نے جس عورت سے پہلے محبت کی تھی وہ فی الحقیقت کتنی بدصورت ہے اور اب ہماری یہ خوش فہمی باقی نہیں رہی کہ افغان جنگ ختم ہوگئی ہے کیونکہ یہ ختم ہونے کی بجائے دریائے آمو کو پار کر کے روس کے طول وعرض میں پھیل گئی ہے۔ پشاور سے واپسی پر روسی صحافی نے "جنگ" سے ایک طویل خصوصی انٹرویو میں افغانستان میں رُوسی مداخلت کے محرکات اور اس کے اثرات پر تفصیلی اظہارِ خیال کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں روس کے کمیشن آف سنٹرل کمیٹی آف سپریم سوویت نے حسبے داتیہ بعض ایسے افراد کو اس کارروائی کا ذمہ دار قرار دیا ہے جو اب دنیا میں نہیں ہیں جن میں سابق سیکرٹری جنرل برزنیف کے جی بی کے سابق سربراہ مسٹر آندروپوف سابق وزیر دفاع مسٹر استی نوف اور سابق وزیر خارجہ مسٹر گرومیکو شامل ہیں۔ مختلف سوالوں کے جواب دیتے ہوئے روسی صحافی نے کہا کہ مسٹر برزنیف انتہائی بڑھے ہونے کے باعث اپنے طور پر یہ فیصلہ نہیں کر سکتے تھے اور غیر ملکی وفود سے چار پانچ منٹ سے زیادہ مسلسل مذاکرات نہیں کر سکتے تھے۔ انہیں صرف ماسکو کے گردونواح میں شکار کھیلنے سے دلچسپی تھی اور وہ اسی کو ترجیح دیتے تھے۔ افغانستان پر حملہ کرنے کے فیصلے کے ذمہ دار افراد افغانستان کے بارے میں خود کچھ نہیں جانتے تھے۔ ان کو اپنے نائبین نے گمراہ کیا۔ اس کے علاوہ دوسرے درجے کے کچھ ادنیٰ افسر شاہی بھی اس کی ذمہ دار ہے۔

افغانستان پر حملے میں افغانستان کی پرچم پارٹی کے ببرک کارمل کا کردار بھی انتہائی اہم ہے۔ ببرک کارمل چیکوسلواکیہ میں سفیر تھا اور جیسا کہ اس نے مجھے بتایا کہ کارمل کو حفیظ اللہ امین کی جانب سے ہنگری میں اپنے قتل کیے جانے کا خدشہ تھا۔ اس نے سفارت چھوڑی اور ماسکو چلا گیا جہاں اس نے مسٹر برزنیف کو افغانستان میں فوجیں داخل کرنے پر قائل کیا۔ روسی صحافی مسٹر آرٹی یون بورووک کے مطابق اس زمانے میں پرچم پارٹی کے بعض افراد نے مسٹر برزنیف سمیت بعض اہم روسی لیڈروں کو تحائف کی شکل میں بھاری رشوتیں دیں جن میں برزنیف کے داماد اور سابق نائب وزیر داخلہ مسٹر چربانوف کا کیس خاصا مشہور رہا جب اس کے ذاتی نوادرات میں سونے اور جواہرات کی اشیاء ملیں۔ بعد ازاں افغانستان میں روسی مداخلت کے بعد پرچم پارٹی کے یہی افراد برسرِ اقتدار آئے۔ لیکن دنیا نے دیکھا کہ بعد میں ترہ کئی کو قتل کرا دیا جس نے برزنیف کو بالکل پاگل کر دیا اور اس موقع پر بعض عینی شاہدوں کے مطابق مسٹر برزنیف نے انتہائی غصے کے عالم میں کہا کہ ہمیں اس کتے کے بچے کو سبق سکھانا چاہیے۔

افغانستان پر روسی حملے کے محرکات پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے روسی صحافی نے مزید بتایا کہ ۱۹۷۸ء سے قبل امریکی بہت ہی دلچسپ طریقے سے ماسکو کو یہ سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے کہ افغانستان میں اسلامی بنیاد پرستوں کا قبضہ ہے اور اگر یہ لوگ وہاں برسرِ اقتدار آگئے تو اس کے اثرات روس اور افغانستان کی سرحد پر واقع

دریائے آمو نہیں روک سکے گا۔ اس طرح اسلامی بنیاد پرستی کے اثرات روسی علاقے وسط ایشیا کی مسلمان ریاستوں تک جا پہنچیں گے۔ روسی صحافی کے مطابق افغانستان میں فوجی مداخلت کا فیصلہ ۱۲ دسمبر ۱۹۷۹ء میں پولٹ بیورو کے ایک اجلاس میں کیا گیا تھا۔

روسی صحافی نے افغان جنگ کے اثرات کے بارے میں سوالوں کے جوابات دیتے ہوئے کہا کہ یہ جنگ نہ صرف افغانیوں بلکہ روسیوں کے لیے بھی انتہائی خونریز اور نقصان دہ رہی اور گذشتہ دہائی کے آخری سالوں تک ہم اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ ہمارا معاشرہ دُنیا کا بہترین معاشرہ ہے اور سوشلزم جادوئی چھڑی ہے جو مسائل کو چٹکی بجا کر حل کر دے گی لیکن افغانستان میں ہم نے ۱۹۱۷ء کے اس نظام کے پرخچے دیکھے مگر سخت سنسرشپ کے باعث ہم اپنے محسوسات نہیں لکھ سکتے تھے۔ مسٹر گورباچوف کا "پریسٹرائیکا" اس جنگ ہی کی وجہ سے ۱۹۸۵ء میں جنگ کے دوران ہی شروع ہوا۔ ہم افغانستان میں جن قدروں کے ساتھ گئے تھے انہیں ساتھ لے کر واپس نہیں آئے۔ لوگ سوشلزم سے عاجز آگئے ہیں۔ اب اس پر یقین نہیں کرتے اور اس نظام کے فیل ہو جانے کے بعد ایک خلا ہے جس میں روس کھو گیا ہے اور نہیں جانتا کہ کس سمت میں حرکت کرے۔ روسی صحافی نے کہا کہ روس میں اب نئی نسل کو جلد از جلد اقتدار میں آجانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ روس اور دوسرے سوشلسٹ ممالک میں ایسے لوگ موجود ہیں جو مسٹر گورباچوف کے کام کے سلسلے میں مزید تیز رفتار پیش قدمی کرنا چاہتے ہیں تاہم مسٹر گورباچوف اب بھی روسیوں کی واحد امید ہے۔ ایک سوال کے جواب میں روسی صحافی نے بتایا کہ افغانستان میں تعینات روس کی آدھی سے زائد فوج حشیش کی عادی ہو چکی ہے جو ہمارے لیے ایک المیہ ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۹ جولائی ۹۰ء)

خطیب اہل سُنّت

مولانا محمد سلیمان طارق (جانیاں منڈی)

بسترِ علالت پر ہیں۔ قارئین ان کی صحت کے لیے خصوصی دعاء فرمائیں۔

ادارہ

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

کی

ازواج مطہرات رض

کے بارے میں

ڈاکٹر حمید اللہ (پیرس)

کے نئے

انکشاف کے جواب میں

پروفیسر عبدالرحیم ریحانی

کا مضمون

"الشریعۃ" کے آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

أخبار العالم الإسلامي

اين تذهب ديون العالم الثالث

● نيويورك

تعاني دول العالم الثالث من ديون متراكمة للمصارف والدول الغربية تقدر بأكثر من ١٣٠٠ مليار دولار ويقول صندوق النقد الدولي ان ثلث المبالغ التي اقترضتها دول العالم الثالث من المصارف التجارية الغربية اعيدت الى هذه المصارف الدائنة كحسابات سرية لبعض حكام العالم الثالث.

ويقدر المفكر الفرنسي دوتيه ديمون المبالغ التي هربها اولئك الحكام الى الغرب خلال العقدين سنة الماضية بأكثر من ٢٠٠٠ مليار دولار اي نحو ضعف ديون العالم الثالث.

مدينة سكنية للدعاة في مصر

● القاهرة ــ اينا

تم رصد عشرة ملايين جنيه مصري لانشاء مدينة سكنية للدعاة في وزارة الأوقاف المصرية والعاملين بها وذلك في اطار مشاريع الاسكان منخفض التكاليف.

وسيتم تشييد هذا المشروع على مساحة تقدر بسبعة وثلاثين فدانا في منطقة البساتين ودار السلام.

ومن المقرر ان تنتهي المرحلة الأولى من هذا المشروع خلال عام وتوزيعها على الدعاة.

تنصير عشرين مليون شخص في اندونيسيا

● جاكرتا

بدأ المنصرون في اندونيسيا في تطبيق أسلوب خبيث جديد لجذب المسلمين الى باطلهم يتمثل هذا الاسلوب في بناء الكنائس على نمط الهندسة المعمارية العربية الاسلامية المستعملة في بناء المساجد وكذلك طباعة الاناجيل على هيئة المصاحف.

والمنظمات التنصيرية المنتشرة في اندونيسيا تملك امكانات هائلة لخدمة اغراضها منها المحطات الاذاعية والمطارات الخاصة والمستشفيات.

ويقدر بعض المراقبين عدد الذين تم تنصيرهم الى الآن بما لايقل عن عشرين مليون شخص.

٢٥٠٠ مسجد في تايلاند لسبعة ملايين مسلم

● بانكوك اينا

ذكرت آخر احصائية حول شؤون المسلمين في تايلاند ان عدد المساجد في هذا البلد يبلغ اكثر من الفين وخمسمائة مسجد موزعة في الجنوب والوسط.

ويؤدي شعائر العبادة في هذه المساجد المسلمون التايلانديون الذين يتجاوز عددهم السبعة ملايين.

واوضحت الاحصائية ان حكومة تايلاند قد اعطت الحرية للمسلمين لاداء الشعائر الدينية والعبادة مشيرة الى ان هناك ١١٠ عضوا من المسلمين في مجلس النواب التايلاندي يمثلون جميع المسلمين في عموم تايلاند.

كما يوجد ١٢٢ مبعوثا اسلاميا من مختلف الدول الاسلامية لنشر الدعوة الاسلامية.

نداء لمساعدة المجاهدين الافغان

● بيشاور

وجهت لجنة الدعوة الاسلامية بجمعية الاصلاح الاجتماعي الكويتية نداء لكل المحسنين تدعوهم فيه الى المزيد من التجاوب مع قضايا المسلمين خاصة قضية افغانستان التي تقوم اللجنة منذ ست سنوات بتقديم مختلف الخدمات الطبية التربوية والاجتماعية للمهاجرين الافغان.

وقد ابرزت اللجنة من خلال ندائها عدة حقائق منها محاولة الاعلام الغربي تزييف حقائق القضية الافغانية ومحاولة التأثير على بعض النفوس من خلال الدس حول هذا الموضوع مشيرة الى وجود نحو ٥٠ مؤسسة تنصيرية تعمل ليل نهار في اغاثة الافغان وتقديم الخدمات لهم بهدف تنصيرهم.

واوردت لجنة الدعوة الاسلامية احصائيات مراكز اللجنة الطبية خلال الثلاث سنوات الماضية التي شملت نحو ١٨ الف عملية جراحية اجريت لجرحى الحرب واكثر من ٢٥ الف حالة طوارىء استقبلتها مراكز اللجنة الطبية ونحو ٧٠٠ الف مريض وجريح استقبلته العيادات الخارجية بالاضافة الى الاشعة والتصوير واستفاد من خدمات لجنة الدعوة الاسلامية الطبية التربوية والاجتماعية نحو مليون مهاجر.

الهندوس يرصدون ثمانين مليون روبية لهدم مسجد البابري

● الهند ــ اينا

رصد اكثر من ثمانين مليون روبية هندية لبناء المرحلة الاولى من معبد "راما" على موقع المسجد البابري في مدينة ايوديا الهندي الذي ينوي الهندوس هدمه.

وتحدث سكرتير منظمة "وشو هندو بريشد" المتطرفة "اشوك سنكهل" خلال مخيم تدريبي هندوسي لاعضاء المنظمة وحضره ١٦٠ من اعضاء منظمة "بجرنك دل" مطالبا الاعضاء ان يكونوا على اهبة الاستعداد لتقديم اي تضحية وتحمل الرصاص والسجون والمشكلات اذا منعوا من تشييد المعبد في المنطقة المتنازع عليها مع المسلمين.

كما طالبهم عند رجوعهم لمناطقهم ان يعملوا على نحت حجر من كل قرية للكتلة الخرسانية في المنطقة مؤكدا على بناء المعبد في المكان المتنازع عليه وعدم قبول اي تفاهم او قرار ضد مطلبهم.

مما يذكر ان المسجد البابري بايوديا في ولاية اتاربراديش والذي تنوي المنظمات الهندوسية المتطرفة هدمه وبناء معبد مكانه لازالت قضيته تنظر في المحاكم الهندية ولم يتخذ فيها قرار بعد.

التاميل يذبحون المسلمين في سريلانكا

● مكة المكرمة

تفيد الانباء الواردة من سريلانكا ان المتطرفين التاميليين الذين يحاربون من اجل انشاء دولة تاميلية مستقلة في منطقة الاغلبية التاميلية في سريلانكا اغاروا على المناطق التي يسكن فيها المسلمون وقد اسفرت هذه الهجمات الوحشية عن مقتل نحو ثلاثمائة شخص من المسلمين منذ شهر يونيو الماضي بتهمة انهم يساعدون الحكومة السريلانكية وانهم اطلعوها على مخابىء المتطرفين التاميليين.

الجدير بالذكر ان الصلات والعلاقات بين المسلمين والتاميليين في سريلانكا متوترة لان التاميليين معروفون بعدائهم للمسلمين ولعصبيتهم الهندوكية. وقد حدثت قبل ذلك عدة اشتباكات بين الفريقين ولم توفق المحادثات التي جرت بينهما للوصول الى تسوية حول القضايا المشتركة.

صحوة اسلامية في ألبانيا

يواصل شعب ألبانيا المسلم مطالبته واحتجاجاته على حرمانه من حريته وفرض العزلة عليه، وفصله عن امته الاسلامية.

واكدت التقارير وقوع مظاهرات احتجاج كبيرة مضادة للنظام الالباني الشيوعي الحاكم اضافة الى موجة الفرار الجماعية الاخيرة التي اقالت الحكومة الشيوعية على أثرها وزير الداخلية واحد كبار المسؤولين في الدولة.

رابطة العالم الاسلامي وموقفها من القضية الكشميرية

في الواقع أننا نتطلع إلى الرابطة بمزيد من التقدير والاحترام باعتبارها منظمة عالمية شعبية لها القدرة على عرض قضيتنا دون تحفظ، ولهذا فإننا نعول كثيرا على ما تقدمه الرابطة من تأييد مادي ومعنوي لكفاح شعبنا، وقد بادر معالي الأمين العام للرابطة الدكتور عبد الله نصيف بإصدار بيان يستنكر فيه الممارسات الهندية ضد الشعب الكشميري المسلم، ويطالب بتنفيذ قراري الأمم المتحدة سنة ٤٨ و ٤٩م.

سعادة الدكتور أيوب توكا

رئيس الحركة العالمية لتحرير كشمير

■ ضيف من اليابان :

المملكة تقدم خدمات جليلة للاسلام والمسلمين في العالم

أرض اليابان خصبة لنشر الدعوة الاسلامية

مكة المكرمة :

نوه الاستاذ يوشيهيتو ياسوى مدرس اللغة العربية في معهد اللغات الاسيوية الافريقية في طوكيو باليابان واحد ضيوف رابطة العالم الاسلامي لموسم حج ١٤١٠ هـ عن سروره لما لمسه من تطور عمراني وحضاري في المملكة العربية السعودية ارض الحرمين الشريفين وخاصة مشروعات تطوير مدينتي مكة المكرمة والمدينة المنورة .

وأعرب عن غبطته بما شاهده في المشاعر المقدسة من تطور عمراني ضخم وخاصة في الطرق مما يسهل على ضيوف الرحمن أداء مناسكهم والتنقل بين المشاعر بكل يسر من غير عناء ولا مشقة .

وعن عدد المسلمين في اليابان يقول ضيف الرابطة الياباني : ان عددهم يقدر بحوالي ١٠ آلاف يتجمع اغلبهم في المركز الاسلامي في طوكيو وكذلك في المعهد العربي الاسلامي التابع لجامعة الامام محمد بن سعود الاسلامية بالرياض .

ويضيف قائلاً : ان المسلم الياباني يمارس أداء شعائره الدينية في حرية ويسر بدون أية ضغوطات او مضايقات .

وعن استعداد اليابانيين لقبول واعتناق الدين الاسلامي قال : ان اليابان ارض خصبة لنشر الاسلام ولكننا بحاجة الى دعاة ومساجد وكتب دينية باللغة اليابانية لتعريف الشعب الياباني بالاسلام ذلك لأن الاسلام يعرض مشوها من قبل اعدائه .

واعرب الضيف الياباني في ختام تصريحه عن سعادته لأدائه مناسك العمرة كما يأمل ان يؤدي مناسك الحج .. وقال انه احس بفرحة كبيرة عند وصوله ارض الحرمين الشريفين التي ولد فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم .. ارض الوحي التي تجمع مسلمي العالم من مختلف الجنسيات في هذه الايام المباركة .

وتوجه بالشكر لله تعالى ثم للمملكة العربية السعودية والرابطة على ماتقدمه من خدمات وتسهيلات لضيوف الرحمن وعلى المساعدات التي تقدمها للمراكز الاسلامية في العالم وللمركز الاسلامي في طوكيو ولجمعية مسلمي اليابان .

واضاف : ان هناك عددا كبيرا من اليابانيين يبحثون عن القيم الروحية ويهتمون بدراسة الاسلام وكثير منهم اعتنقوا الاسلام وحسن اسلامهم . كل ذلك بفضل الله ثم بجهود الدعاة المخلصين من المسلمين اليابانيين وغيرهم .

وعن الحركات التنصيرية في اليابان يقول : ان في اليابان حوالي مليوني نصراني يتمتعون بامكانيات مادية ضخمة يملكون الاراضي الشاسعة بالاضافة الى المدارس والكنائس والمستشفيات .

مسلمو كندا ينددون بالجرائم الصهيونية ضد شعب الأرض المحتلة

مكة المكرمة :

أوردت النشرة الاخبارية التي يصدرها مكتب رابطة العالم الإسلامي بتورنتو بكندا أن المسلمين في كافة أنحاء كندا نظموا مؤخرا مسيرات احتجاج ضد الجرائم التي يرتكبها الصهاينة الغزاة في فلسطين المحتلة في حق أبنائها العزل الأبرار . ففي تورنتو شهدت كوينزبارك (أمام البرلمان الأقليمي لأونتاريو) مظاهرة فلسطينية نددت بالجرائم الاسرائيلية ، وأكدت أن الدم الفلسطيني هو دم ثمين .

وطالبت كندا بالتدخل لحماية حقوق الانسان الفلسطيني .

كما نظم المسلمون في مونتريال مظاهرة ضخمة اشترك فيها ممثلون عن كافة المراكز الإسلامية في المدينة ، كما خرجت تظاهرات أخرى في مدن عديدة في أنحاء كندا .

الرابطة تواصل اهداء المصاحف والكتب الدينية للمسلمين في العالم

مكة المكرمة :

قدمت الأمانة العامة لرابطة العالم الإسلامي بمكة المكرمة ثلاثمائة نسخة من كل من أجزاء (عم) و (قد سمع) و (تبارك) هدية منها لمدرسة شيخ الرفاعي الاسلامي بالفلبين .

كما قدمت الرابطة ثلاثا وسبعين نسخة من ترجمات معاني القرآن الكريم وجزء «عم» وجزء «تبارك» ومجموعة أحاديث الصوم وأحكام الجنائز في الاسلام وتعليم الصلاة للبنات وتاريخية القرن العشرين باللغة الفرنسية وذلك هدية منها للمؤسسة الدولية الإسلامية في كيوبيك بكندا .

كما قامت الرابطة بشحن عشرين نسخة من كتاب ماهي النصرانية ، بالانجليزية ومائة وخمسين نسخة من أحكام الجنائز في الإسلام ، وماذا كانت علامات يونس ، والحلول والاجابات . وذلك لمكتب رابطة العالم الاسلامي في اسلام أباد بالباكستان .

كما قدمت الرابطة عددا آخر من الكتب الدينية وترجمة معاني القرآن الكريم وذلك باللغة الانجليزية هدية منها لسفارة الفلبين بالرياض كما أهدت الرابطة مجموعة الخطب في المسجد الحرام لمسجد فيتو التابع للاتحاد الاسلامي في سويرمان باستراليا .

ويأتي ذلك في اطار جهود الرابطة من أجل نشر ترجمات معاني القرآن الكريم وتوزيعها وتوزيع الكتاب الديني بين المسلمين ومؤسساتهم في شتى أنحاء العالم .

الشریعة کی جلد (۱) کے مضامین کی فہرست

شمارہ نمبر ۱

(۱) امتِ مسلمہ کی کامیابی کا راز — از شیخ الحدیث صاحب

(۲) ڈاکٹر اقبال کے مکتبِ فکر کی دریافت — از علامہ خالد محمود

(۳) سینٹ میں پیش کردہ شریعت بل (۱۹۸۹ء)

(۴) زیدِ مسیحا — از حافظ محمد عمار خان ناصر

(۵) شاہ ولی اللہ یونیورسٹی (تعارف) — پروفیسر غلام رسول عدیم

(۶) اجتہاد اور پارلیمنٹ — الشیخ الازہر

شمارہ نمبر ۲

(۷) قرآن کریم ابدی دستورِ حیات — از شیخ الحدیث صاحب

(۸) امریکہ میں مقیم مسلمانوں سے گزارشات — از مدیر

(۹) جمعیت حدیث پر شکاگو میں کانفرنس (رپورٹ)

(۱۰) حسن محمود عودہ کا قبولِ اسلام — از مدیر

(۱۱) وسیلۂ نجات - کفارہ مسیح یا شفاعت محمدی — از حافظ محمد عمار خان ناصر

(۱۲) البانیہ میں مسلمانوں کی حالتِ زار — از محمود احمد

(۱۳) سلمان رشدی آزادی رائے اور برطانوی حکومت — حافظ محمد اقبال رنگونی

(۱۴) نظامِ اسلامی کی تشکیلِ جدید تقاضے اور طریقِ عمل — قاری محمد طیب

شمارہ نمبر ۳

(۱۵) تحریکِ آزادی کے عظیم مجاہد مولانا عزیر گلؒ — از مدیر

(۱۶) پیرِ طریقت حافظ غلام حبیبؒ — مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی

(۱۷) اسلام کا فطری نظام — شیخ الحدیث صاحب

(۱۸) کیا افغان مجاہدین کی جنگ مسلمان اور مسلمان کی جنگ ہے؟ — از مدیر

(۱۹) دینی تعلیم اور مدارس کی اہمیت — از مولانا ابو الحسن علی ندوی

(۲۰) تلاوتِ قرآن مجید باعثِ خیر و برکت ہے — از محمد اسلم رانا

(۲۱) کیا بائبل میں تحریف پر قرآن خاموش ہے؟ — از حافظ محمد عمار خان ناصر

(۲۲) کیا نبی کریم سندھ میں آئے؟ — از غازی عزیر

(۲۳) علماء کا مقام اور ذمہ داریاں — قاضی محمد اسرائیل گڑنگی

(۲۴) عورت کی حکمرانی کی شرعی حیثیت — مولانا حبیب الرحمٰن خیرآبادی

(۲۵) توہینِ صحابہ کرامؓ کے مرتکب کو سزا (عدالتی فیصلہ)

شمارہ نمبر ۴

(۲۶) انکارِ حدیث کا عظیم فتنہ — از شیخ الحدیث صاحب

(۲۷) قرآن کریم نے موجودہ بائبل کی تصدیق نہیں کی — حافظ محمد عمار خان ناصر

(۲۸) عورت کی حکمرانی کی شرعی حیثیت — از مدیر

(۲۹) اسلام میں خواتین کے حقوق اور ذمہ داریاں — از قاری محمد طیب

شمارہ نمبر ۵

۳۰ سیرت نبوی کی جامعیت — از شیخ الحدیث صاحب

۳۱ عصمت انبیاء اہل اسلام کا عقیدہ
از مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

۳۲ علوم قرآن پر اجمالی نظر — از قاضی محمد سراج نعمانی

۳۳ سنت نبویؐ اور کتب امم سابقہ — از محمد اسلم رانا

۳۴ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ اور نفاذ اسلام — از مدیر

۳۵ نصاب تعلیم کی تشکیل جدید کیوں اور کیسے؟
مولانا سعید احمد پالن پوری

۳۶ استحکام پاکستان کی ضمانت — مولانا سعید احمد عنایت اللہ

۳۷ کیا حضرت عیسیٰؑ کی وفات قرآن سے ثابت ہے؟
از حافظ محمد عمار خان ناصر

۳۸ اقبال تہذیب مغرب کا بے باک نقاد — پروفیسر غلام رسول عدیم

۳۹ شہادت کا آنکھوں دیکھا حال — از جاوید یار صاحب

شمارہ نمبر ۶

۴۰ احادیث رسول کی حفاظت و تدوین — شیخ الحدیث صاحب

۴۱ تحریک شیخ الہند کی آخری یادگار مولانا عزیر گلؒ — عادل صدیقی

۴۲ مجھے قرآن کریم میں روحانی سکون ملا۔ نو مسلم خاتون کے تاثرات

۴۳ نظام خلافت کا احیاء، امت کے مسائل کا واحد حل
قاضی سراج نعمانی

۴۴ عیسائی مذہب کیسے وجود میں آیا؟
از حافظ محمد عمار خان ناصر

۴۵ اخلاص اور اس کی برکات — حافظ مقصود احمد

۴۶ چاہ یوسف کی صدا — حافظ نذر احمد

۴۷ شمس الائمہ سرخسیؒ — پروفیسر حافظ محمد شریف

۴۸ عصر حاضر کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ — حافظ محمد اقبال رنگونی

۴۹ اسلامی نظام تعلیم کے خلاف فرنگی حکمرانوں کی سازش
از شریف احمد طاہر

۵۰ حدود شرعیہ کی مخالفت فکری ارتداد کا دروازہ
سعید احمد عنایت اللہ

۵۱ شہید ناموس صحابہؓ مولانا حق نواز جھنگویؒ — از مدیر

شمارہ نمبر ۷

۵۲ ارشادات نبویؐ کی حفاظت — از شیخ الحدیث صاحب

۵۳ رشاد خلیفہ۔ ایک جھوٹا مدعی رسالت
از پروفیسر غلام رسول عدیم

۵۴ شیخ الاسلام علامہ عثمانیؒ — از مدیر

۵۶ آیت تزکی کی تفسیر — مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ

۵۷ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن، حدیث کا تحقیقی جائزہ
از غازی عزیر

۵۸ فقہی اختلافات کا پس منظر — الاستاذ محمد امین درانی

۵۹ علم نباتات کے اسلامی ماہرین — قاضی محمد اویس ایوبی

۶۰ اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی
قاضی سراج نعمانی

۶۱ مسیحی ماہنامہ کلام حق کی بے بسی — از حافظ محمد عمار خان ناصر

۶۲ بابری مسجد اور اجودھیا — (دیوبند ٹائمز)

۶۳ کرنسی نوٹ، سودی قرضے اور اعضاء کی پیوندکاری

شمارہ نمبر ۸

۶۴ مسلم اجتماعیت کے ناگزیر تقاضے — قاضی سراج نعمانی

۶۵ قرآن کریم میں تکرار قصص کے اسباب و وجوہ — مولانا کیرانویؒ

۶۶ بعثت نبویؐ کے وقت ہند و معاشرے کی ایک جھلک
از شیخ الحدیث صاحب

۶۷ امام احمد بن حنبلؒ اور دار و رسن کا معرکہ — مولانا آزادؒ

(٦٨) مولانا آزادؒ کا سن پیدائش۔ ایک حیرت انگیز انکشاف (دی ہندو ٹائمز)

(٦٩) کیا فرعون مسلمان ہو گیا تھا — از حضرت مدنیؒ

(٧٠) دشمنانِ مصطفےٰ ﷺ کے ناپاک منصوبے — پروفیسر غلام رسول عدیم

(٧١) آزادیٔ جموں و کشمیر — قاضی محمد ادریس ایوبی

(٧٢) ایسٹر قدیم بت پرستی کا ایک جدید نشان — از محمد اسلم رانا

(٧٣) مسیحی مشنریوں کی گمراہ کن سرگرمیاں — حافظ محمد عمار خان ناصر

(٧٤) تہذیب جدید یا دورِ جاہلیت کی واپسی — حافظ محمد اقبال رنگونی

(٧٥) پاکستان میں نفاذِ اسلام کی جد و جہد اور علماء کی ذمہ داری — از مدیر

شمارہ نمبر ۹

(٧٦) نفاذ شریعت ایکٹ ۱۹۹۰ء

(٧٧) شاہ ولی اللہ یونیورسٹی۔ پروگرام اور عزائم

(٧٨) امام اعظم ابو حنیفہ (سوانح حیات) — الاستاذ محمد امین درانی

(٧٩) انسانی حقوق کا اسلامی تصور — مفتی فضل الرحمٰن

(٨٠) واننہ لعلم للساعۃ کی تفسیر — حافظ محمد عمار خان ناصر

(٨١) حفاظت قرآن کا ناقابل تردید عقیدہ

(٨٢) دو قومی نظریہ — مولانا عنایت اللہ

(٨٣) بھارت میں اردو کا حال و مستقبل — از بیگم سلطانہ حیات

(٨٤) جہادِ آزادیٔ کشمیر اور پاکستانی قوم کی ذمہ داری

(٨٥) خلیل موسیٰ کون ہے — محمد یاسین عابد

(٨٦) نرسالہ مال — حافظ محمد اقبال رنگونی

شمارہ نمبر ۱۰

(٨٧) انسانی اجتماعیت اور آبادی کا محور — مولانا عبدالحمید سواتی

(٨٨) خبر واحد کی شرعی حیثیت — از شیخ الحدیث صاحب

(٨٩) تعوذ اور قرآن مجید — از قاضی سراج نعمانی

(٩٠) شریعت بل پر اعتراضات کا جائزہ — از مدیر

(٩١) عیسائی اور یہودی نظریۂ الہام — از محمد اسلم رانا

(٩٢) مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ اور پادری فنڈر کا مناظرہ

(٩٣) جمہوریت پر لعنت بھیجیے

(٩٤) ہمارے دینی مدارس، مقاصد، جد و جہد اور نتائج — از مدیر

شمارہ نمبر ۱۱

(٩٥) حجیت قرآن کریم کی روشنی میں — مولانا صوفی عبدالحمید

(٩٦) احادیث پر ایک اعتراض کا جواب — شیخ الحدیث صاحب

(٩٧) ایک مسلم حکمران کے لیے آنحضرتؐ کی ہدایات — مولانا وصی مظہر ندویؒ

(٩٨) توریت و انجیل وغیرہ کو کیوں پڑھنا چاہیے؟ — مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصورؒ

(٩٩) علامہ عبداللہ یوسف علی کی تفسیر قرآن کا ایک مطالعہ — محمد اسلم رانا

(١٠٠) قرآنی آیات کو مسخ کرنے کی گھناؤنی حرکت

(١٠١) شعر جاہلی اور خیر القرون میں ارتقائے نعت — از پروفیسر غلام رسول عدیم

(١٠٢) حضرت مریمؑ تاریخی حقائق کی روشنی میں — محمد یاسین عابد

شمارہ نمبر ۱۲

(١٠٣) احادیث کی تدوین — شیخ الحدیث صاحب

(١٠٤) سرمایہ داری اور اسلامی نظام معیشت — مولانا عبدالحمید سواتی

(١٠٥) انبیاءؑ کے حق میں ذنب و ضلال کا مفہوم — مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ

(١٠٦) انتخابات کا موجودہ طریقہ کار اصلاح طلب ہے؟ [illegible]

شریعتِ اسلامیہ کے غلبہ و نفاذ کا داعی

ماہنامہ **الشریعۃ** گوجرانوالہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

زیر ادارت: ابو عمار زاہد الراشدی

زیر نظر شمارہ کے ساتھ اپنے سفر کا ایک سال مکمل کر رہا ہے

الشریعۃ کا مشن

- نفاذِ اسلام کے لیے مختلف مکاتبِ فکر کے درمیان یکجہتی کا فروغ
- اسلامی احکام و قوانین کے بارے میں اسلام دشمن لابیوں کے منفی پروپیگنڈہ کا تعاقب
- دینی مدارس کے طلبہ اور علماء کی نفاذِ اسلام کے لیے فکری و علمی تیاری۔

باذوق دینی و علمی حلقوں نے اس مشن کو پسند کیا ہے اور تحسین و تبریک کے خطوط مسلسل موصول ہو رہے ہیں مگر

بیشتر احباب کی خواہش ہے کہ انہیں "الشریعۃ" اعزازی طور پر بھجوایا جائے جو کتابت و طباعت اور کاغذ وغیرہ کے ہوشربا اخراجات کے اس دور میں ممکن نہیں ہے

اس لیے اگر احباب "الشریعۃ" کے مشن سے متفق ہیں اور اسے زیر مطالعہ رکھنے کے خواہشمند ہیں تو سالانہ زرِ خریداری مبلغ یکصد روپیہ ارسال فرمائیں یا ادارہ کو اجازت دیں کہ اگلا شمارہ آپ کو بذریعہ وی۔ پی۔ بھجوا دیا جائے۔

آئندہ شمارہ سے ماہنامہ **الشریعۃ** گوجرانوالہ

کا سائز نصف اور صفحات دگنے کیے جا رہے ہیں نیز کچھ صفحات مستقل طور پر عربی مضامین کے لیے مخصوص کیے جا رہے ہیں۔

زرِ مبادلہ سالانہ یکصد روپیہ، بیرونی ممالک سے بیس امریکی ڈالر، قیمت فی پرچہ دس روپے

منیجر ماہنامہ الشریعۃ مرکزی جامع مسجد (پوسٹ بکس ۳۳۱) گوجرانوالہ

فون: ۷۳۹۴۷ / ۷۳۴۳۸

REGD.L NO. 8736 | MONTHLY AL-SHARIAH GUJRANWALA | ماہنامہ "الشریعۃ" پوسٹ بکس ۳۳۱ گوجرانوالہ | رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۷۳۶

عورت کی غیر شرعی حکمرانی کے خاتمہ

کے بعد آنے والے عام انتخابات ملک کے تمام

دینی حلقوں کی کڑی آزمائش

کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان انتخابات میں

- عورت کی غیر شرعی قیادت کی علم بردار ـــــــ اور
- اسلامی قوانین کو ظالمانہ اور وحشیانہ قرار دینے والی سیاسی جماعت کو ہر قیمت پر شکست دینا ضروری ہے ـــــــ ورنہ

عالمی استعماری قوتوں کے زیرِ سایہ سیکولر اور دین بیزار عناصر کا تسلّط

ہمیشہ کے لیے قائم ہو سکتا ہے۔

تمام مکاتبِ فکر کے سنجیدہ علماء کرام، مشائخ عظام اور راہنماؤں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر سطح پر باہمی وحدت، یکجہتی اور اشتراکِ عمل کے ساتھ قوم کی راہنمائی کریں اور عام انتخابات میں اسلامی نظام کے نفاذ کے جذبہ سے سرشار امیدواروں کی کامیابی کے لیے مشترکہ جدوجہد کا اہتمام کریں۔

منجانب: (مولانا) عبدالرؤف ملک، آرگنائزنگ سیکرٹری،

متحدہ علماء کونسل پاکستان

۸۴/اے حبیب اللہ روڈ، گڑھی شاہو لاہور۔ فون: ۳۰۳۹۰۰